اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چوتھا اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز ہفتہ مورخہ 11 رمئی 2024ء بمطابق ۲ / ذیقعد ۱۴۴۵ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	مشترکہ قرارداد نمبر 8۔	07

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز ہفتہ مورخہ 11 رمئی 2024ء بمطابق ۲رذیقعد ۱۴۴۵ھ۔

بوقت صبح 11 بجکر 50 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ؕ

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ يُّقۡتَلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ وَّلٰـكِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ۝١٥٤ وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَىۡءٍ مِّنَ الۡخَـوۡفِ وَالۡجُـوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ ۝١٥٥ الَّذِيۡنَ اِذَآ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۙ قَالُوۡٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ؕ ۝١٥٦ اُولٰٓـئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ ۚ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ۝١٥٧

(پارہ نمبر ۲ سُوۡرَۃُ البقرہ آیات نمبر ۱۵۴ تا ۱۵۷)

ترجمہ: اور نہ کہو اُن کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مُردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑی سی ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میوؤں کے۔ اور خوش خبری دے اُن صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچے اُن کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر عنائیتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہے سیدھی راہ پر۔

وَمَا عَلَيۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغُ۔

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم. فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی نے نجی مصروفیات کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت کی درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد دُمڑ صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، میر یونس عزیز زہری صاحب، میر ضیاء اللہ خان لانگو صاحب اور محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: جناب محمد صادق سنجرانی صاحب! اپنی قرارداد نمبر 6 پیش کریں۔

میر شعیب نوشیروانی: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ، مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ): گزشتہ اجلاس میں ہم نے درخواست کی تھی، حاجی زاہد صاحب اور غلام دستگیر صاحب نے کہ اس قرارداد میں ہمارے نام شامل کیے جائیں۔ چونکہ اس قرارداد کے محرک میرے خیال سے موجود نہیں ہیں۔ اگر آگے اس کو ڈیفر کریں گے تو اس میں kindly ہمارے نام Movers میں add کیے جائیں۔ thank you

جناب اسپیکر: اچھا۔ اچھا! اِس طرح ہم تھوڑا سا wait کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد ابھی صادق سنجرانی صاحب چونکہ موجود نہیں ہیں۔ تو ہم اگلی قرارداد پر چلے جاتے ہیں۔ وہ آجاتے ہیں تو پھر اس پر دوبارہ آئیں گے انشاء اللہ۔ جناب عبدالمجید صاحب پارلیمانی سیکرٹری اور جناب ہدایت الرحمٰن صاحب رُکن اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 8 پیش کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں قرارداد سے پہلے ایک دو باتیں کروں گا۔

جناب اسپیکر: سر! قرارداد پہلے پیش کریں اُس کے بعد باقی آپ باتیں کریں۔ قرارداد کو پہلے نمٹاتے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: پھر چھوڑیں گے باتیں کرنے کے لئے۔ گوادر میں جو ایک واقعہ ہوا پرسوں، میں کل نہیں تھا۔ میں اُس کی بھی بطور گوادر کا نمائندہ مذمت کرتا ہوں۔ اُسی رات تین بجے سے ہی ہمارے ساتھی لگے ہوئے تھے۔ اور کل بھی مَیں سُر بندر جہاں واقعہ ہوا میرا گاؤں ہے وہاں بھی وہاں کے ہمارے عوام اس واقعہ کے خلاف باہر بھی نکلے

اور اُنہوں نے شدید اس کی مذمت بھی کی اور میں نے مسلسل یہ بات کی کہ اگر بلوچستان میں آج ظلم ہے جبر ہے اگر ریکوڈک بیچا گیا، سیندک بیچا گیا، ساحل سمندر تاراج ہے اس کا قصور یہ ہے کہ یہ پنجاب اور خانیوال کے مزدور نہیں تھے، اِن کو جو مارا گیا ہے۔ تو ایوان میں مَیں اپنے گوادر کے عوام کی طرف سے اس کی مذمت کرتا ہوں۔ دو تین اور باتیں تھیں جو ابھی میں کرلوں تاکہ ٹائم آپ کا بھی بچ جائے میرا بھی۔ پھر میری قرارداد کو کیونکہ بہت عرصہ بعد اسمبلی 23 سے 2 تک شیڈول تھا، لیکن یہ اجلاس نہیں ہوا۔ بہت سارے ایشوز اس دوران آئے۔ پہلے یہ کہ میں گوادر کا نمائندہ ہوں اور گوادر کے جتنے فیصلے ہیں اور وہ گوادر کے عوامی نمائندوں سے پوچھے بغیر دوستوں سے پوچھ کر فیصلے کیئے جارہے ہیں۔ میں ایوان میں آیا اس لئے میں تو وہاں دھرنے دیتا تھا احتجاج کرتا تھا عوام کے ساتھ مل کے، میں ایوان میں اس لئے آیا کہ ایوان میں ہم مشورہ کریں گے، وزیراعلیٰ صاحب نے اپنی پہلی ہی speech میں کہا تھا کہ اچھی طرز حکمرانی قائم کریں گے۔ لین دین کا کاروبار بند ہوگا کرپٹ آفسران کا کاروبار بند ہوگا۔ ہم جونیئر کو سینئر کی پوسٹوں پر تعینات نہیں کریں گے۔ تو میں سوچ رہا تھا کہ ماشاءاللہ بلوچستان میں عمر بن عبدالعزیز رحمت اللہ علیہ کا دَور آرہا ہے۔ اور بہترین نظام بلوچستان میں بننے جارہا ہے۔ اور میں نے بھی سپورٹ کیا، ووٹ دیا کہ اب عمر بن عبدالعزیز رحمت اللہ علیہ کا دَور بلوچستان میں آرہا ہے۔ لیکن آئے دن، گزرتے دن کے ساتھ مجھے پتہ چل رہا ہے کہ یہاں تو ماشاءاللہ XXXXXXX ۔ XXXXXXXXX۔ لوگ تیس تیس لاکھ روپے کا XXXX ۔ اپنے من پسند لوگوں کو، جس گوادر کا، جس آفیسر کو جو محنت کرتا تھا، میں میرے مخالف دور میں وہ تعینات ہوا۔ میں چاہتا تھا کوئی اسکو ٹرانسفر نہ کرے۔ وہ کل ٹرانسفر ہوا ہے۔ نہیں جو محنتی آفیسر جو کام کرتا ہے ایمانداری کرتا ہے گوادر کے لوگ خوش ہیں، میں نمائندہ خوش ہوں اور اُس کو صوبائی حکومت ٹرانسفر کرتی ہے۔ اور جس سے میں ناخوش ہوں، گوادر کے عوام ناخوش ہیں، تین دفعہ میں وزیراعلیٰ سے ملا کہ اس کو ٹرانسفر کریں۔ وہ نہیں ہوتا گوادر کے عوام جس کو کہتا ہے ٹرانسفر کرو وہ نہیں ہوتا اور جس سے پورے گوادر کے لوگ خوش ہیں وہ ٹرانسفر ہوتا ہے۔ میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں۔ اگر یہ صوبائی حکومت چاہتی ہے کہ گوادر کی روڈ پھر بند ہوں، گوادر میں پھر احتجاج ہو۔ ٹھیک ہے میں ایوان سے آج ہی نکل کر گوادر جاؤں گا۔ تو پھر ایوان میں بات کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ میں اسی لئے آج بات کر رہا ہوں کہ میں وزیراعلیٰ ہاؤس کے چکر لگا لگا کر تھک چکا ہوں۔ میں ایسا بندہ نہیں ہوں کہ ہاؤسز جا کے چکر لگالوں۔ اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا۔ صوبائی حکومت چاہتی ہے کہ گوادر کی روڈ بند ہوں، گوادر کے لوگوں کے مسائل حل نہ ہوں۔ اور وہاں X آفیسران کی سرپرستی کریں۔ اور وہ عوامی نمائندوں کو نظرانداز کر کے اپنے دوستوں کے ذریعے فیصلہ کریں۔ مجھے وزیراعلیٰ صاحب بتائیں آپ نے کل ایک تحصیلدار کو ایک Acting AC کا چارج دیا ہے۔ آپ نے تو ایک اچھی طرز حکمرانی کی مثال دی تھی'' کہ میں جونیئر لوگوں کو سینئر کی پوسٹوں پر تعینات نہیں کروں گا''۔ تو آپ کا دعویٰ

کہاں گیا۔ آپ نے ایک تحصیلدار کو گوادر کا اے سی بنایا۔ کس بنیاد پر بنایا؟ مجھے وہاں کے لوگوں نے ووٹ دیا ہے۔ میں وہاں کا نمائندہ ہوں میں ڈیرہ بگٹی کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ تو میں وہاں کا نمائندہ ہوتے ہوئے میرا فیصلہ کوئی اور کرتا ہے میں کیا کروں؟ کیا میں وہاں کا نمائندہ نہیں ہوں اس ایوان کا حصہ میں نہیں ہوں؟ کیا وہاں کے لوگوں نے مجھے ووٹ نہیں دیا؟ آپ اپنے ذاتی دوستوں سے پوچھتے ہیں۔ لیکن وہاں کے عوامی نمائندوں کو نہیں پوچھتے، آپ اچھی طرز حکمرانی قائم کر رہے ہیں؟ آپ بلوچستان میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمت اللہ علیہ کی حکومت قائم کر رہے ہیں۔ میں اس لئے صوبائی حکومت کو وارننگ دیتا ہوں کہ میں ایوان میں آیا ہوں اس لئے کہ میرے مسائل حل ہوں۔ اگر میرے مسائل گوادر کے میری مشاورت کے بغیر کرو گے تو گوادر میں آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ گوادر کا آپ کا سی پیک نہیں چل سکتا۔ گوادر میں آپ کا پنچ نہیں چل سکتا۔ اگر میری مشاورت کے بغیر میں عوام کا نمائندہ ہوں وہاں کی آواز ہوں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں۔ چار مہینے قدوس بزنجو نے مجھے جیل میں ڈالا اسی وجہ سے۔ آپ کو بھی شوق ہے جیل میں ڈالنے کا سو بسم اللہ ڈالو۔ لیکن وہاں کے فیصلے، وہاں کے عوامی نمائندے کے بغیر میں قبول نہیں کروں گا۔ ورنہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں کروں گا فیصلے، تو میں ابھی یہاں سے اُٹھ کر کے گوادر جاؤں گا۔ کوئی ایوان میں بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ ایک میری بات یہ ہے کہ میں نے آپ کا ریکارڈ میں لایا۔ دوسرا زمیندار احتجاج کر رہے ہیں۔ کل بھی میں گیا تھا ان کے مسائل حل کریں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ کہتے ہیں وفاق وفاق وفاق شہباز شریف کا نمائندہ کون ہے یہاں؟ آصف علی زرداری کا نمائندہ کون ہے یہاں؟ دیکھیں یہاں اُن کے نمائندے موجود ہیں۔ آپ وفاق کے ذریعے چھپ نہیں سکتے۔ وفاق کے حوالے سے جو مسئلے اور مسائل ہیں اُن کے یہاں کی صوبائی حکومت میں مسائل حل کریں۔ دوسری بات میری یہ ہے ابھی پی ایس ڈی پی کے فنڈز آ گئے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ میں پُرانے کو، جو پُرانے لوگ ہیں اُن کو میں بجٹ دوں گا، نئے لوگوں کو نہیں دوں گا۔ کیا یہ جب صوبائی اسمبلی میں بجٹ پیش کیا تھا پچھلا، حلقے کے عوام کو دیکھ کے کیا تھا یا ایم پی اے کو دیکھ کے کیا تھا؟ یہ پی ایس ڈی پی، ایم پی اے کا ہے یا عوام کا ہے۔ مجھے بتائیں سوال ہے میرا۔ یہ پی ایس ڈی پی ایم پی اے صاحب کا ہے کہ وہ اُس میں X کھائیں؟ ایم پی اے XXX۔ میں XXXXX۔ یہ عوام کے ہوتے ہیں عوام کے بجٹ ہوتے ہیں۔ آپ کسی عوام کو محروم نہیں کر سکتے۔ یہ ایم پی اے کے بجٹ نہیں عوام کے بجٹ ہوتے ہیں عوام کیلئے منظور کرتے ہیں۔ تو اس کے بھی یہ کہ من پسند، امراء پسند، ذاتی دوستی۔ میں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمت اللہ علیہ کا دورِ حکومت دیکھ رہا تھا۔ پہلی تقریر سُنی۔ میں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمت اللہ علیہ کا دورِ حکومت سُن رہا تھا۔ ماشاء اللہ یہاں تو پتہ نہیں کیا دھندے چل رہے ہیں ابھی۔ میں پھر اس پر آتا ہوں ابھی ماشاء اللہ کوشش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ ہاؤس نہ جاؤں۔ کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ وہاں کیا ہوتا ہے اور کیا اہمیت ہے ایک ایم پی اے کی۔ اور ذاتی دوستوں کی کیا اہمیت ہے۔ گوادر کے آفیسران کے فیصلے وزیر اعلیٰ

صاحب خود کریں۔ جو آفیسر لانا چاہتے ہیں لائیں۔ جو فیصلے کرنا چاہتے ہیں کریں۔ اپنے ذاتی دوستوں کے ذریعے کریں۔ قدوس بزنجو کے ذریعے کریں۔ انشاءاللہ پھر وہ برداشت کریں۔ پھر طاقت آزمانا چاہتا ہے طاقت آزمائیں۔ جیل میں ڈالنا ہے ڈالیں۔ پھر وہ گوادر چلا کے دکھائیں مجھے سرفراز بگٹی صاحب۔ صوبائی حکومت، وہ گوادر میں اپنی ترقی چلا کے دکھائیں، سر میں دیکھتا ہوں کہ کس طرح آپ اپنے ذاتی دوستوں کے ذریعے گوادر کا سودا کرتے ہیں۔ ذاتی دوستوں، کرپٹ آفیسران کو گوادر پر مسلط کرتے ہیں۔ تو میں اپنی قرارداد پر آتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ آپ hold کریں۔ یہ جو ٹرانسفرز پوسٹنگ کے حوالے سے بات کی۔ یا XXXXXXX۔ یہ الفاظ حذف کردیئے جائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: کریں حذف ہمیں کچھ فرق نہیں پڑتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی آپ قرارداد کی طرف آئیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مشترکہ قرارداد نمبر 8 اللہ تعالیٰ نے بلوچستان کو قیمتی وساحل اور طویل ساحلی پٹی سے نوازا ہے لیکن بدقسمتی سے صوبے کے عوام اِن وسائل کے ثمرات سے تاحال محروم ہیں۔ لیکن مکران کے ساحل سمندر کی نایاب قیمتی مچھلیوں کے نا صرف بلکہ پوری دنیا میں ڈیمانڈ ہے۔ مگر سندھ کے ٹرالرز ساحل کو تاراج کرنے اور سمندری حیات کی نسل کشی میں مصروف ہیں۔ ٹرالرز کی غیر قانونی فشنگ کی وجہ سے ناں صرف درجنوں مچھلیوں کی نسلیں نایاب ہوچکی ہیں۔ بلکہ غیر قانونی ٹرالنگ نے سمندر کو بانجھ کردیا ہے جو کہ سالانہ تقریباً 70 ارب روپے کی مچھلیاں لے کر جارہے ہیں۔ سمندر میں مچھلیوں کے غیر قانونی شکار کرنے والی ٹرالنگ کو اجازت دے کر بلوچستان کی معیشت کو تباہ اور مقامی ماہی گیروں کو نانِ شبینہ کا محتاج بنادیا گیا ہے۔ نیز ایک منصوبے کے تحت محکمہ فشریز کو بیکار بوٹس اور سیاسی بھرتیوں نے ناکارہ بنادیا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گوادر کے ساحل سے غیر قانونی ماہی گیری وٹرالنگ کو ختم کرنے کے لیے سخت اقدامات اٹھائیں اور عوام دشمن عمل میں ملوث عناصر اور سرکاری افسران کے خلاف بلا امتیاز کارروائی کی جائے۔ نیز حکومت ماہی گیروں کے معاش کو بچانے کے لیے بلوچستان کے ساحل کے تحفظ کے لیے ہر ممکن اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 8 پیش ہوئی۔ کیا محرکین میں سے کوئی ایک اپنی قرارداد نمبر 8 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! اللہ پاک نے بلوچستان کو ایک قیمتی ساحل سے نوازا ہے۔ مجھ سے زیادہ

☆ بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ XXXX۔XXXX۔ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

اس ایوان میں یا بلوچستان میں شاید اِن ٹرالر کی وجہ سے جو مسائل ہیں کیونکہ میں خود ایک مچھیرا ہوں اور مچھیرے کا بیٹا ہوں۔ مجھ سے زیادہ اس مسئلے کی سنگینی سے کوئی واقف نہیں ہے۔ اِن ظالم ٹرالرز کی وجہ سے ہمارے 12 سے 15 مچھلیوں کی نسلیں ختم ہوچکی ہیں، جو مچھلیاں ہم دیکھتے تھے اُن کی نسلیں بالکل نایاب ہوچکی ہیں۔ اور ایک بریفنگ میں میں بھی تھا وزیراعلیٰ صاحب بھی تھے انہوں نے خود فشریز نے یہ بریفنگ دی کہ بلوچستان سے 70 سے 80 ارب کی مچھلیاں چوری کر کے لے جاتے ہیں۔ یہ ٹرالرز جو سندھ کے ہیں اِن کو اجازت وہاں سے ملتی ہے اور یہ ٹرالرز اِس لیے آتے ہیں اور یہ نسل کشی کرتے ہیں مچھلی کے انڈے، بچے اور بالکل سمندر کو جھاڑو پھیر دیتے ہیں۔ فشریز ایکٹ میں سمندر کا ایک جال کا ایک سائز ہے کہ یہ جال آپ استعمال کر سکتے ہیں اور فلاں جال آپ استعمال نہیں کر سکتے۔ اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ سمندر کے اندر جو انڈے اور بچے جو چھوٹے ہوتے ہیں تاکہ وہ اُس جال کے ذریعے نکل جائیں، کوئی اُن کا شکار نہیں کریں۔ لیکن یہ ظالم سمندر کو جھاڑو دیتے ہیں۔ جھاڑو کی وجہ سے پورے سمندر کے انڈے، بچے وغیرہ پوری نسل ہی یہ اٹھا کر کے ظالم لے جاتے ہیں۔ یہ دو، دو مہینے سمندر کے اندر رہتے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں ہیں یہ سندھ کے ٹرالرز وہاں موجود ہیں۔ اِن کی سرپرستی ظاہر ہے کہ فشریز کے افسران کرتے ہیں۔ ہمارے وفاقی ادارے بھی اِنکی سرپرستی کرتے ہیں۔ وفاقی ادارے بھی جو ہمارے سیکورٹی والے ہیں وہ بھی اِسمیں involve ہیں اور فشریز والے بھی involve ہیں۔ اِس لیے ہماری گزارش ہے کیونکہ وہاں کے ماہی گیر تباہ حال ہیں۔ وہاں کے ماہی گیروں کا معاشی قتل عام ہو رہا ہے نان شبینہ کا محتاج بن رہے ہیں۔ وہ فیول اُنکے محفوظ ہو چکے ہیں اور سمندر تاراج ہو چکا ہے ان ظالموں کی وجہ سے جو illegal fishing کرتے ہیں سمندر کو تاراج کرتے ہیں اِن ٹرالروں کے خلاف سخت اقدامات اٹھائے جائیں۔ وزیراعلیٰ نے تو میرے سامنے سخت سے سخت احکامات اُن کو دیے ہیں اِس کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ لیکن وزیراعلیٰ کی بات فشریز والے ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے سخت سخت باتیں میرے سامنے کی ہیں۔ لیکن اُنکے احکامات کے بعد ٹرالرز اور زیادہ ہوتے ہیں کم نہیں ہو رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب میرے سامنے فشریز کے افسر کو فون کرتے ہیں کہ فوراً ٹرالروں کے خلاف کارروائی کی جائیں۔ پہلے دو ہوتے تھے، فون کے بعد چار ہوتے ہیں۔ یعنی وزیراعلیٰ صاحب کے احکامات کی اہمیت ہمارے فشریز ہمارے افسران کے سامنے ہے۔ یہ میں پورے ایوان کو صوبائی حکومت سے یہی کہتا ہوں کہ یہ قرارداد کے ذریعے کہ ٹرالرز مافیا کے خلاف سخت سے سخت آپریشن کیا جائے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب آپکی بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: جی ظہور احمد بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ سب سے پہلے تو مَیں سُربندر میں جو سات مزدوروں کو بیدردی سے شہید کیا گیا ہے اُسکی مَیں سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ اور

اسکے ساتھ یہ کہتا چلوں کہ اس طرح کے دہشتگر دانہ واقعات ہماری بلوچ روایات، اسلامی روایات اور ہماری سوسائٹی کے لئے ایک بدنما داغ ہیں۔ بیچارے مزدور اپنی روزی و روٹی کمانے گوادر آئے تھے۔ اور اُنکو جس طرح قتل کیا گیا ہے وہ ایک درندہ صفت انسان ہی کرسکتا ہے۔ وہ نہ کسی مذہب کے نہ کسی قومیت کے ترجمان بالکل نہیں ہوسکتے۔ تو انشاءاللہ وتعالیٰ اس طرح کے واقعات پر وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنا پالیسی بیان دیا ہے اور صوبائی حکومت کارروائی کرے گی۔ جناب اسپیکر مولانا صاحب نے جو قرارداد پیش کی اُسکی مَیں تائید کرتا ہوں اور اس سے پہلے جو اُنہوں نے حکومتی معاملات پر کچھ باتیں کی ہیں اُنکی مَیں تردید کرتا ہوں۔ مولانا صاحب ہمارے اچھے اور عزیز دوست ہیں لیکن مَیں اُنکے گوش گزار کرتا چلوں کہ یہ ٹرانسفر اور پوسٹنگ یہ حکومت اور وزیر اعلیٰ کا کام ہے۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصے سے ہماری جو governance ہے وہ بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ کہ ہر بندہ سمجھتا ہے کہ مَیں اپنا مَن پسند ڈپٹی کمشنر لے جاؤں، من پسند ایس پی لے جاؤں۔ من پسند تحصیلدار لے جاؤں۔ اگر یہ من پسند لوگوں کے پیچھے لوگ اِتنی محنت کیوں کرتے ہیں۔ یہ تو حکومت والا کاروبار ہے۔ تو مولانا صاحب سے یہی گزارش کریں گے کہ اگر اُس نے اچھا perform نہیں کیا اور جو اُسکی فرائض منصبی ہے اُس پر پورا نہیں اُترا تب وہ تنقید کرسکتے ہیں۔ اور جس طرح اُنہوں نے یہاں باتیں کی ہیں پہلے تو اُنکو یہ جان لینا چاہیئے کہ لوگوں نے اُسکو مینڈیٹ دے کر یہاں قانون سازی کے لئے بھیجا ہے اور لوگوں کے مسائل اُجاگر کرنے کے لئے بھیجا ہے، نہ ہی ٹرانسفر پوسٹنگ ان کا مینڈیٹ ہے۔ دوسری بات جو اُن کی قرارداد ہے یہ بالکل وہ درست فرما رہے ہیں کہ ہمارے ساحل سمندر پر کئی عرصے سے ٹرالنگ ہو رہی ہے اور مچھلیوں کی وہاں نسل کُشی ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر! کل پرسوں ہم نے فشریز پالیسی کا آغاز کیا ہے وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت پر اور اس میٹنگ میں میں نے مولانا صاحب کو بھی بلایا تھا اور ہمارے علاقے کے جتنے بھی ممبران ہیں جو availble تھے اُن کو بھی بلایا تھا۔ اس میں ہماری سیر حاصل بحث ہوئی اور جتنے بھی ایکسپرٹس تھے اُن کے ساتھ ہم نے تبادلہ خیال کیا۔ ایک جامع اور ایک مفصل فشریز پالیسی ترتیب دے رہے ہیں۔ گو کہ ہم بائیوڈائیسٹی کنونشن کے signatories ہیں۔ یہ ٹرالنگ نہ صرف ہمارے قوانین میں غیر قانونی ہے، اُس پر پابندی ہے بلکہ international obligation ہے کہ ہم اپنی biodiversity کی حفاظت کریں۔ اور اپنی جو بلیو اکانومی ہے اُس کی گروتھ کے لیے اقدامات اٹھائیں۔ فشریز پالیسی میں ہم نے ایسے اقدامات اٹھائے ہیں کہ جتنے بھی ہمارے fishing boats ہیں، چھوٹے اور بڑے سائز اُن سب پر ہم ٹریکر لگانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اور فشریز ایکٹ کو بھی ہم update کر رہے ہیں تاکہ ٹرالنگ سمیت جتنے بھی اقدامات ہم اپنے فشرمین اور کوسٹل بیلٹ کے لیے کریں اور اس کے دُوررَس نتائج صوبے پر آئیں گے۔ ہماری فشریز پالیسی میں تقریباً 20 سال کے دورانیہ میں ہمارے صوبے کی جی ڈی پی میں چار ارب ڈالر کا اضافہ ہو جائے گا۔ اور ہم اَیکوا کلچر اور اِن لینڈ فشنگ دونوں کو ہی

پروموٹ کریں گے۔اس کے ساتھ جوٹرالنگ کو روکنے کے جتنے بھی اقدامات ہیں فشریز فورس کی صورت میں ہو یا ٹریکر کی صورت میں ہو یاLaws کو update کرنے کی صورت میں ہووہ بنائیں گےفشر مین کوفشریز جوسیکٹر ہےاسکواوراس کی انڈسٹری کو ہمdevelop کررہے ہیں اور already صوبائی اسمبلی سے قرارداد منظور ہو چکی ہے کہ جوفشر مین ہیں اُنکو ہم لیبر ڈکلیئر کررہے ہیں تاکہ جو پرکس اینڈ پریولیجز ایک انڈسٹری یا ایک لیبر کو ملتا ہے وہ ہمارے فشر مین کو ملے۔اس کے ساتھ ہماراجوکوسٹل بیلٹ ہےاُس میں ہم نئی جیٹیز تعمیر کررہے ہیں جس میں پسنی فش ہاربر تقریباً جو existing جیٹی ہے وہ ختم ہو چکا ہے۔اس کواس کے لیے ہم ایک alternate ایک site select کررہے ہیں اورایک انٹرنیشنل کنسلٹنٹ کو ہائر کررہے ہیں تاکہ اس کی فیزابیلٹی تیارکریں اوراُس کو ہم جلد شروع کریں گے۔کلمت میں بھی ایک فش لینڈنگ جیٹی بنارہے ہیں۔اسی طرح جیونی میں ایک فش لینڈنگ جیٹی بنارہے ہیں۔اوریہ تمام تر اقدامات ہمارے کھوسٹ کے لوگوں کو فائدہ دیں گے۔اوریہ جو پالیسی ہے، پہلے کسی حکومت نے اس پرغوروفکر نہیں کی، نہ ہی اس پہ پالیسی بنانے کی زحمت کی۔لیکن جو یہ حکومت بنی ہے سرفراز بگٹی صاحب کی قیادت میں تو فرسٹ ٹائم ہم فشریز پالیسی بنارہے ہیں۔اور مولانا صاحب آپ اِس فشریز پالیسی کے جو ہیں پارٹ اینڈ پارسل رہے ہیں۔اورنہ کہ صرف اُنہوں نے مولانا صاحب کو بلایاہے بلکہ ہم نے جو ماہی گیروں کے نمائندے ہیں اُن کو بھی دعوت دی ہے تاکہ اُن کے مفید مشوروں سے ہم اس پالیسی کو بہتر سے بہتر بنائیں۔تو مولانا صاحب! آپ بالکل بےفکر رہیں ہم انشاءاللہ وتعالیٰ ایک اچھی پالیسی بنائیں گے۔ہم انٹرنیشنل بائیوڈائیورسٹی کنونشن کے signatories ہیں۔میرین لائف کو ہم پروٹیکٹ کریں گے۔اس کےعلاوہ ایکوکلچر کو پروموٹ کریں گے۔تقریباً ایک لاکھ ایکڑ کے قریب کھوسٹ لائن میں مختص ہونے والی ہے، جس میں ہم 50 ہزار ایکڑ کارپوریٹ فشنگ اور 50 ہزار ایکڑ تمام فشر مین کے لیے مختص کریں گے تاکہ ایک ایکوا کلچر وہاں ڈویلپ ہو سکے۔تو آپ اس حوالے سے بےفکر رہیں انشاءاللہ تعالی حکومت بلوچستان ہرممکن کوشش کرے گی اورفشریز سیکٹر ہماراایک اہم سیکٹر ہے ہماری تقریباً کوئی 20 پرسنٹ آبادی فشریز کےساتھ منسلک ہے۔تو ہم ہرصورت میں ان کے روزگار کو پروٹیکٹ کریں گے ان کی زندگیوں کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کریں گے۔اورٹرالنگ کو ہرممکن کنٹرول کرنے کی کوشش کریں گے بلکہ کرکے دکھائیں گے۔اورآخر میں مولانا صاحب سے مَیں یہی گزارش کروں گا کہ گوادر کے عوام کی ترجمانی کریں۔یہ ٹرانسفرز اور پوسٹنگ کے مسئلوں میں نہ پڑیں یہ ان کا کام نہیں ہے یہ وزیراعلیٰ اوروزراء کا کام ہے۔اگر یہ ٹرانسفر پوسٹنگ کرنا چاہتے ہیں تو اُنکے لیے ہم حکومت میں ایک سیٹ رکھیں گے وہ آجائیں ہمارا حصہ ہیں۔تو اُس میں بھی ہم ان کو شیئر دیں گے۔لیکن جوٹرانسفر پوسٹنگ ہوگی وہ میرٹ کی بنیاد پہ ہوگی۔اورمولانا صاحب ہمارے اچھے دوست ہیں پڑھے لکھے آدمی ہیں لیکن تھوڑا بہت جذباتی ہیں ان کو پتہ نہیں کس نے کہہ دیا کہ جی پیسوں کی ڈیلنگ ہورہی ہے۔یہ الفاظ ان کو جو ہیں

انکو revisit کریں۔بغیر سوچے سمجھے آپ اس طرح کے الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ہمیں پتہ ہے کہ آپ جذباتی ہیں کوئی آپ سے مزاقاً کوئی بات کرلیتا ہے آپ آکے اسمبلی میں بول دیتے ہیں یا میڈیا میں پبلک میں تقریر کرلیتے ہیں۔ انشاءاللہ وتعالی حکومت جوبھی اقدامات اٹھائے گی سنجیدگی کے ساتھ اُٹھائے گی اور سوچ سمجھ کے ساتھ اُٹھائے گی۔اور لوگوں کی best interest میں اٹھائے گی۔اگر کوئی ٹیچر یا ڈاکٹر کو پوسٹ کردیتے ہیں۔تحصیلدار تو مولانا صاحب کا جو ہے وہ تنقید بن سکتا تھا لیکن کسی تحصیلدار کو گوادر میں پوسٹ کیا ہے تو میرا نہیں خیال کہ مولانا صاحب کو کوئی second choose کرنا چاہیے۔سر! سارے سرکاری افسر ہیں انہوں نے امتحانات دے کے پاس کیا ہے کسی کو وزیر اعلیٰ نے ڈائریکٹ بھرتی نہیں کیا ہے کہ جو مولانا صاحب اسمیں سیخ و پا ہورہے تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مثالیں دے رہے تھے۔لیکن بدقسمتی یہی ہے کہ ہم لوگ ہر ڈسٹرکٹ میں ایک منی وزیر اعلیٰ بنانا چاہتے ہیں اس طرح نہیں ہوتا اس طرح گڈ گورننس کا منہ کالا ہوجائے گا۔بلوچستان کو ایک ہی صوبہ رہنے دیں اس کو 36 صوبے نہ بنائیں۔تو یہ میرے خیال سے صوبے کے اور ہم سب کے مفاد میں ہوگا۔ہاں بیشک ان کا کوئی مفید مشورہ ہے وہ اسمبلی میں بھی دیں وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی دیں لیکن جذباتی نہ ہوا کریں جب اس وقت جذباتی ہوتے تھے لوگوں نے ووٹ دیا ان کو اس معزز ایوان کا ممبر بنایا۔اور ان کے لیے اور میرے لیے ایک privilege کی بات ہے کہ ہم اس صوبے کے مڈل کلاس اور عام لوگ ہیں، اسمبلی کے ممبر بن گئے ہیں۔تو اس کو ہم مثبت انداز میں لے کے جائیں۔اب پتہ نہیں اُن سے کس نے کہہ دیا کہ جی قدوس بزنجو نے ٹرانسفر کیا ہے۔قدوس بزنجو اس صوبے کا چیف سیکرٹری تو نہیں ہے کہ وہ بیٹھ کے ٹرانسفر پوسٹنگ کرتا رہے۔ہاں اس کی دوستیاں ہم سب کے ساتھ ہیں۔مولانا صاحب بھی ہمارا دوست ہیں۔کوئی بھی اور کسی کو مشورہ دے لیکن جو یہ ٹرانسفر و پوسٹنگ اور گورننس کا معاملہ ہے یہ سی ایم کا اختیار ہے۔اور وہ اختیار صرف چیف منسٹر قائد ایوان تک رہنے دیں، شکریہ۔

جناب اسپیکر: جناب رحمت صالح بلوچ صاحب۔مولوی صاحب! ڈائریکٹ آپ اُدھر نہ کریں، اِس چیئر کو ایڈریس کیا کریں، مہربانی۔تشریف رکھیں۔جی رحمت صالح بلوچ صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔سر! مَیں اس اہم قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور یقین کریں آج ہمیں serious ہونے کی ضرورت ہے۔جو ساحلِ سمندر بے یارو مددگار، لاوارث، جس بیدردی سے تمام مچھلیوں کی نسل کشی کی جارہی ہے۔صرف ایک نسل نہیں دو نہیں wire net کا بیجا استعمال۔دوسری بات یہ ہے جناب! یہ حکومت جو اقدامات کریگی ہم اُسکو appreciate کریں گے۔ہماری اُمید یہی ہے کہ وہ بنیادی اقدامات کرے، قانون سازی کرے ماہی گیر کو ایک اچھی زندگی گزارنے کے لئے سہولیت فراہم کرے۔لیکن جہاں روزگار کا ذریعہ ہے۔وہ روزگار ماہی گیروں کے لئے اور مقامی لوگوں کے لئے بند کیا جارہا ہے۔آیا مَیں یہ سوال کرتا ہوں اس اہم قرارداد کے توسط سے کہ

یہ کونسے مضبوط لوگ ہیں جو مافیا نے ساحلِ سمندر کو پورا قبضے میں لیا ہوا ہے ۔آپ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! قائدایوان بیٹھے ہوئے ہیں سر! ہمارے مقامی ماہی گیروں کو یہ اغوا کرتے ہیں۔ یہ تین تین چار چار رات اور دن تک ان کو یرغمال بناتے ہیں اور مقامی ماہی گیروں کی بوٹ جونہی قریب آتی ہے یہ فائرنگ کرتے ہیں یہ مسلح لوگ ہیں۔ یہ کون ہیں یہ کہاں سے آتے ہیں انکو کس کی سرپرستی حاصل ہے؟ جو کہ ایک ساحل سمندر مَیں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی مضبوط معیشت کو آپ اُس وقت جنم دینگے جب آپ اپنی تمام products کو ایک اچھے خاصے قانونی طریقے سے استعمال کروں گے ۔آج بات ماہی گیروں کی فاقہ کشی کی ہے ۔وہ ایک ٹائم کھانے کے لئے ترس رہے ہیں آپ یقین کریں۔ کیونکہ ان کا ذریعہ معاش اُن کا روزگار اُن کی پوری زندگی یہ تمام نسلیں جو گزری ہیں اسی ساحل سمندر پر، اسی مچھلی اور ماہی گیری پر۔ ہمیں ماہی گیروں کو تحفظ دینا ہے اور یہ جو ٹرالرز مافیا ہیں مَیں گزارش کرتا ہوں قائدایوان سے کہ ان کو expose کریں ان کے خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ اگر آپ سندھ کے ساحل کو دیکھیں وہاں wire net کے استعمال پر قانون سازی ہوئی ہے سختی سے وہاں اس پر عمل ہورہا ہے ۔اب سندھ کے سارے مافیا وہاں جمع ہیں ۔کوریا اور چائنا کے ٹرالر جمع ہیں آخر ہم کدھر جائیں؟ یہ اس کا صوبہ ہے اس کے باسی ہیں یہاں رہنے والے انسان ہیں۔ اور کسی کی ناانصافی زیادتی زیادہ دیر تک نہیں چلے گی کہ آپ ٹرانسفر کروگے یہاں کے مقامی لوگوں کو کہ جی یہاں آپ کا حق ہی نہیں ہے ۔حق تو یہاں کے اصل مقامی لوگوں کا ہے حق وہاں گوادر کے اصل ماہی گیروں کا ہے ۔آپ جیونی سے start لیں اور ماڑا تک آؤ بلکہ گڈانی تک آئیں جناب! سرعام پوری بھرمار ہے ٹرالروں کی۔ اور جو سیاسی ورکر جو بیانات دیتے ہیں یقین کریں ہمارے سیاسی ورکروں کو جان سے مارنے کی دھمکی دی جارہی ہے کہ آپ جو ویڈیو سوشل میڈیا پر چلاؤ گے۔ دیکھیں آج کل جو تیز ترین ذریعہ ہے سوشل میڈیا ہے الیکٹرونک میڈیا ہے ڈیجیٹل میڈیا ہے ہر کوئی اپنی نمائندگی کررہا ہے اور اپنی آواز کو spread کررہا ہے پوری دنیا میں دے رہا ہے۔ ہم لوگوں کو، اُن کو دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ ہم آپ کو جان سے ماریں گے۔ دیکھیں اگر کوئی اپنے حق کیلئے بات کرے اور مافیا اتنا مضبوط ہو۔ یہ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ سوالیہ نشان ہوگا حکومتی رِٹ پر۔ اور حکومت ایسے بنیادی مسائل پر پوری اقدامات کرے اور مَیں تمام ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس اہم قراداد کی حمایت کرکے متفقہ طور پر پاس کریں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ رحمت صالح صاحب۔ جی ضیاء لانگو صاحب۔

میر ضیاءاللہ لانگو(وزیر داخلہ وجیل خانہ جات وقبائلی امور): اَعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ،بسم اللہِ الرحمٰن الرحیم ۔ سب سے پہلے تو مَیں جو گوادر میں سات پاکستانی غریب مزدور شہید کئے گئے، اُن کی شہادت کی بھرپور مذمت اور لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ اور صوبائی حکومت کی جانب سے انشاءاللہ یقین دلاتے ہیں کہ ایسے ظالموں کو اُنکے انجام

تک ہم ضرور پہنچائیں گے۔ اُس کے بعد ایک قرارداد بھی مولانا صاحب نے پیش کی ہے۔ لیکن اُس کے علاوہ گورنمنٹ پر کچھ باتیں بھی کی گئی ہیں اور ایوان میں اس ایوان کو پورے بلوچستان کے لوگ پوری دنیا کے لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں تو اُس پر بھی ذرا بات کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ٹرانسفر پوسٹنگ کے حوالے سے ظہور صاحب نے تفصیل سے بات کی۔ مزید اس پر میرے خیال سے اس پر بات نہیں کرسکتا ہوں۔ مَیں یہی کہہ سکتا ہوں کہ میرا بھی اپنے علاقے کا جوڈپٹی کمشنر ہے جس دن اُس کی ٹرانسفر پوسٹنگ ہوئی ہے مَیں نے اُسی دن اُسکو دیکھا ہے۔ اُس سے پہلے مَیں نے نہیں دیکھا ہے اور نہ وزیر اعلیٰ صاحب کو اس کا نام دیا ہے اور اُسی دن اسی طرح میرے ضلع میں مختلف جو پچھلی حکومتوں میں جن کے ساتھ ایڈیشنل چارجز تھے میرے کہنے پر اُس پر NOC بھی لے گئی ہے لیکن یہ گورننس کا مسئلہ ہے اور وہ اگر کہیں پر کمی وبیشی آگئی جو وزیر اعلیٰ صاحب کی پالیسی ہے اُسکو دیکھا جاسکتا ہے کہ اگر ایک دو اضلاع میں اس طرح کے معاملات سینئر و جونیئر کے ہوئے ہیں۔ ایسی بات نہیں آپ دوستوں کا حوالہ دے رہے ہیں وہ ہمارے مہربان ہیں دوست بھی نہیں ہمارے باس بھی ہیں۔ لیکن ان چیزوں کا ہم سے بھی نہیں پوچھا ہے۔ باقی جو زمیندار ایکشن کی کمیٹی کے حوالے سے کہا۔ کل سے وہ باہر رہے ہیں، میر شعیب نوشیروانی ہمارے فنانس منسٹر پورا دن کل سے، آج ہم آئے بھی اسی مسئلے پر کہ مَیں بحیثیت منسٹر جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو بتاچکا ہوں کہ جتنا مجھ سے تعاون اُس سے بھی extra جس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ ہماری حکومت کی طرف سے ہمارے لوگ ہیں صوبائی حکومت کی طرف سے آپ جو کرسکتے ہیں کریں۔ وفاقی حکومت ہم سب کی اُس میں ہے۔ اُس کو ہم ضرور جاکے اُن کو وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں ضرور اُن سے جاکے بات کی جائیگی ظاہر ہے اتنا پیسہ بلوچستان کے پاس نہیں ہے کہ پھر وفاقی حکومت کے پیسے بھی ہم دیں۔ باقی جس طرح آپ نے پرانے بجٹ کے حوالے سے بات کی۔ دیکھیں آپ نے خود کہا کہ یہ ایم پی اے یا نمائندے کے پیسے نہیں ہیں یہ علاقے کے لوگوں کے پیسے ہیں، علاقے کے پیسے ہیں ابھی بھی آپ کے ضلع گوادر میں پورے بلوچستان کا کتنا فیصد پیسہ لگا ہوا ہے اُسی علاقے کے لوگوں کے لئے لگایا گیا ہے۔ باقی ترقی کے عمل کو ہم اس لئے آج تک پیچھے کبھی دھمکیانہ انداز میں بات نہیں کی کچھ ہمارے بھائی بندوقیں بھی اُٹھا کر لے گئے کہ آپ ترقی کر کے دکھاؤ ترقی کے خلاف بات کرنا میں سمجھتا ہوں کہ ملک دشمنی ہے، گوادر دشمنی ہے کوئی حکومت اُدھر ترقی کرنا چاہتی ہے ہم اُس ترقی کے خلاف لوگوں کو روڈ پر لائے، لوگوں کو سڑکوں پر لائے یہ اُدھر کے میرے خیال میں لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے اور یہ صرف سیاست ہے۔ ہمیں سیاست سے ہٹ کر اپنے لوگوں کے حقیقی مسائل پر بات کرنی چاہیے۔ اور دوسرا آپ کی قرارداد ہے ہم اس کی سب حمایت کرتے ہیں۔ یہ ہمارے جوٹرالرز ہیں انکے ساتھ جو زیادتی ہوتی ہے اس کے لئے آپ نے خود کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے جس قسم کے احکامات ہونے چاہئیں، اُنہوں نے احکامات دیے ہیں آپ اس کے خود چشم دید گواہ ہیں۔ گورننس، ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نئے آئے ہیں، حکومت

نئی نئی آئی ہے۔ کیا اس قسم کے معاملات ہوں گے اُس میں ہمارے جو فشریز کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی آئے ہیں۔ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ اُنکے روزگار کا مسئلہ ہمارے روزگار کا مسئلہ ہے۔ حکومت کی جانب سے جتنی بھی سختی کرنی پڑی اور وہاں کے عوام کے منشا کے مطابق جو اقدامات اٹھانے پڑیں وہ انشاءاللہ حکومت ضرور اٹھائے گی۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: Thank you ضیاء صاحب۔ اپنا نعیم صاحب! قرارداد کے دوران پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہوتا۔ آپ مہربانی کر کے، پہلے یہ قرارداد مکمل کر دیں۔ سر! یہ رولز کی خلاف ورزی ہے اگر آپ میں سے کوئی بھی ممبر اس قرارداد کے متعلق بولنا چاہتا ہے تو وہ بیشک بتائیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں۔ جی آپ اِسی قرارداد کے متعلق بولیں گے۔

جناب برکت علی رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ): جی جی۔

جناب اسپیکر: فرمائیں پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: مولانا صاحب نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔ اور اس کے بارے میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں مولانا صاحب کو۔ جب سے یہ موجودہ حکومت آئی ہے اُس نے ٹرالروں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا ہے۔ انشاءاللہ وتعالیٰ ہم مولانا کے ساتھ ہیں اور ٹرالروں کو ہر صورت میں بند کریں گے۔ اور جب سے ہم آئے تقریباً چار دن ہوئے ہیں اور تقریباً چار دن سے میں نے اقدامات بھی کیے ہیں مولانا صاحب کو میں نے بتایا ہے کہ بھئی ٹرالروں کو ہم بند کریں گے۔ آپ ثبوت پیش کریں کہ بھئی ٹرالر اس علاقے میں اِدھر گھوم رہے ہیں ان کو پکڑنے کے لیے ہم حاضر ہیں مگر ثابت تو کریں۔ اگر ثابت نہیں کریں گے اس کے علاوہ کورٹ میں جائیں گے کہ بھئی کیوں ثابت نہیں ہو رہا ہے۔ آپ چیزوں کو ثابت کریں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ ان ٹرالروں کو ہر صورت میں بند کریں گے۔ جہاں تک ٹرالروں کے جالی کا مسئلہ ہے جو جال ہیں ہم کوشش کریں گے کہ ان کو بھی بند کریں۔ اور سندھ گورنمنٹ سے ہماری ملاقات ہوئی ہے وہاں اس معاملے میں مَیں ذاتی طور پر گیا ہوں وہاں انکے منسٹر سے ملاقات کی تھی۔ اور خاص کر سی ایم صاحب نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ سختی سے اعلان کیا گیا ہے کہ بھئی ٹرالروں کو بلوچستان میں آپ نے ہر صورت میں بند کرنا ہے۔ تاکہ بلوچوں کا گوادر کے لوگوں کا ذریعہ معاش متاثر نہ ہو اور یہ انکی نسلیں تباہ نہ ہو جائیں۔ اور انشاءاللہ وتعالیٰ اس کو ہم کریں گے موالانا صاحب اسکے لیے آپ پریشان نہ رہیں۔ انشاءاللہ آپ دیکھیں گے آگے ہمیں تھوڑا وقت دیں انشاءاللہ وتعالیٰ یہ معاملہ صحیح ہو جائے گا یہ مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اور آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔ اور جذبات سے معاملات حل نہیں ہونگے روزانہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ٹرالنگ، بھئی ٹرالنگ تو آہستہ آہستہ بند ہو جائے گی۔ چونکہ ہمارے پاس ابھی جو بوٹس ہیں اُنکے گارڈز کے پاس بندوقیں نہیں اُن کے پاس غلیل ہیں۔ جبکہ دوسروں کے پاس اسلحہ ہے۔ غلیل سے تو اُن پر آپ فائر نہیں کر سکتے۔ ابھی سی ایم صاحب اور ظہور صاحب بیٹھے ہیں ہم

چاہتے ہیں کہ ہماری بندوق ہمارے فشرمین کے سپاہی اُنکو بھی ہم اسلحہ دے دیں تاکہ اُنکو بھی ہم کنٹرول کریں گے۔ انشاءاللہ اُنکو ہم کنٹرول کریں گے اور کر رہے ہیں آپ دیکھیں کے انشاءاللہ ایک مہینے کے اندر آپ کو رزلٹ خود معلوم ہوگا کہ بھئی سمندر میں یہ لانچیں آ رہی ہیں یا نہیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you جناب آپ اِسی حوالے سے بولنا چاہیں گے؟ جی مہربانی فرمائیں۔

جناب خیر جان بلوچ: جی جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے، مولانا صاحب نے جس ایشو پر آج یہ قرارداد پیش کی ہے یقیناً رَب کریم نے بلوچستان کو ہر حوالے سے بہت سارے قیمتی وسائل چاہے ساحلِ سمندر ہو یا ہمارے معدنی ذخائر ہوں اُن سے نوازا ہے لیکن پرابلم یہ ہے کہ جو قیمتی وسائل رَب کریم نے ہمیں عطا کی ہیں اُس حوالے سے آج تک بلوچستان کے عوام کو فائدہ حاصل نہیں ہو سکا جو اُنکا حق بنتا ہے۔ تو ساحلِ سمندر کے حوالے سے میں صرف اِتنا کہوں گا کہ مولانا صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے اُسکا مسئلہ اِس موجودہ حکومت کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ پرابلم جب سے ہم نے دیکھا ہے ہم نے سنا ہے یہ دہائیوں سے یہ مسئلہ درپیش ہے بلوچستان کے مقامی ماہی گیروں کو۔ اگر ہم بلوچستان کے وسائل کو دیکھیں ایک طرف ہماری قیمتی معدنیات ہیں اور دوسری طرف ہمارا ساحلِ سمندر ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر ماہی گیری کو جدید دنیا میں انڈسٹری کے طور پر اگر دیکھا جائے تو بے جا نہیں ہوگا۔ اگر ہم اِس سے استفادہ نہیں کر سکتے تو اس قیمتی دولت کو جو دنیا میں ایک جدید دور کے مطابق ایک انڈسٹری بن چکی ہے اُسکو مافیا کے ہاتھوں میں کم از کم نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے امید ہے سرفراز بگٹی صاحب یا ہمارے پارلیمانی سیکرٹری جو فشریز کے محکمے کے ہیں وہ ان مسائل کو دیکھیں گے اور مولانا صاحب سے بھی میری عرض ہے مولانا صاحب! یہ مافیا بہت طاقتور ہے جو اسلحہ استعمال کرتا ہے میرے خیال میں اسلحہ کا استعمال کرنا ریاست کے علاوہ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ طاقت کا اختیار ریاست کو ہے اور ریاستی اداروں کا یہ فرض بنتا ہے کہ اگر ہمارے ماہی گیروں پر کوئی اسلحہ استعمال کر رہا ہے اُسکی روک تھام کریں۔ سی ایم صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ فشریز پالیسی بناتے وقت آپ ایک ایسی پالیسی بنائیں جس میں بلوچستان کے تمام جو اسمبلی ممبران ہیں وہ on-board ہوں وہ اپنی مشاورت سے آپ کو اپنی قیمتی رائے دیں اسکے بعد اگر اس طرح کی کوئی صورتحال بنتی ہے مولوی صاحب اس طرح کے اگر واقعات رونما ہوتے ہیں تو اپوزیشن کے تمام دوستوں کی ہمدردی اور اُنکی حمایت ماہی گیروں کے ساتھ ہوگی۔ جہاں تک حکومت اور اپوزیشن کے بہت سارے مسائل کا تعلق ہے مَیں ایک بات واضح کرتا چلوں جو عوامی نمائندے ہیں وہ اپنے حلقوں کے اندر بہت سارے مسائل پر اُنکی نظر ہونی چاہیے۔ یہ بات درست نہیں ہے جو شخص جہاں سے جیتا ہے عوام اُسکو ووٹ دیتے ہیں اور اگر انکی رائے کا احترام نہ ہو۔ یقیناً رولز آف بزنس میں حکومت کو ایک خاص حق حاصل ہے کہ وہ اپنے سرکاری امور انجام دے وہ اپوزیشن کا کام نہیں ہے وہ حکومت کا کام ہے

لیکن اسمبلی کو چلانا اپوزیشن کو ساتھ لینا اُن کی مشاورت اور رائے کو لینا اسمیں کون سی مَیں سمجھتا ہوں کہ برائی ہے یا اس میں کون سی غلط بات ہوسکتی ہے کہ اس کو ہم منفی انداز میں لے لیں۔ ہم میں سے سارے دوست جتنے بھی اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں چاہے وہ اپوزیشن میں ہیں یا حکومت میں ہیں یہ حکومتیں اپوزیشنیں ہم نے اپنی آنکھوں سے بدلتی بھی دیکھی ہیں اور بہت سے معاملات کو ہم نے خاص اپنے مشاہدوں میں دیکھا ہے اگر چہ تجربہ میرا نہیں ہوا ہے لیکن مشاہدہ میرا بہت ہے مَیں حکومتوں اور اپوزیشن دوستوں دونوں سے گزارش کروں گا کہ بلوچستان کی روایات کے مطابق ایک دوسرے کا احترام بہت ضروری ہے ایک دوسرے کی رائے کو اہمیت دینا بہت ضروری ہے مَیں جس حلقے سے جیت کر کے آیا ہوں جناب! مَیں یہ نہیں کہوں گا کہ مَیں کوئی طاقتور، کوئی قبائلی خان یا نواب یا سردار تھا کہ مَیں وہاں سے جیت کر کے آیا ہوں۔ عوام نے مجھے ووٹ دیا ہے عوام کی رائے تھی جو کہ میرے مدمقابل جو میرا عزیز تھا وہ بہت طاقتور پیسے کے حوالے سے، اقتدار کے حوالے سے اور اختیار کے حوالے سے تھا لیکن وہاں کے عوام نے جو اپنی رائے بدلی اُس پر حکومت کو بھی، دوسرے دوستوں کو بھی سوچنا چاہیے۔ اگر میرے حلقے میں میری رائے کا کوئی احترام نہ ہو وہ بھی عوامی مفاد میں مَیں نہیں کہتا ہوں کہ میرا ڈی جی فلاں ہو میرا اے جی فلاں ہو میرا اِی ڈی اوفلاں ہو نہیں۔ جو بھی ہو لیکن جو شخص ماضی میں غلط پریکٹس میں involve رہا ہو اُسکو وہاں تعینات کرنا مَیں سمجھتا ہوں کہ عوام کے حق میں وہ نہیں ہوگا۔ ہم چیزوں کو مثبت طور پر حکومت کے سامنے لائیں گے۔ ابھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اُنکو کس طرح حل کرتی ہے اور کس طرح آگے لے جاتی ہے۔ دوسری بات جناب! یہ ہمارے جو زمیندار یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے زمینداروں کی جو صورتحال ہے قائد ایوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہم ہر بات وفاق پر کرنے کی طرف لے جاتے ہیں، تو وہاں وفاق میں یہاں کے نمائندے ہم اور آپ ہیں اور ہماری اور آپ کی پارٹی وہاں حکومت میں ہے۔ ہم کہیں وزیراعظم صاحب کو کہ جی بلوچستان کا یہ حال ہے۔ بلوچستان پہلے ہی سے بہت ساری مشکلات کا شکار ہے اگر یہ ہمارے زمیندار جو نانِ شبینہ کے محتاج ہو گئے ہیں انکی فصلیں تباہ ہوگئی ہیں تو کیا اس سے ہمارے حالات بہت خراب ہونگے بلکہ مزید مایوسی اور احساسِ محرومی ہوگی۔ احساسِ محرومی اور مایوسیوں کو صحیح معنوں میں دیکھنا اور اُسکو صحیح طریقے سے deal کرنا یہ حکومت کا بھی فرض ہے۔ اور اپوزیشن اس حوالے سے آپ کے ساتھ ہے۔ شکریہ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you جناب خیر جان بلوچ صاحب۔ جی مینا بلوچ صاحبہ آپ اِسی قرارداد کے متعلق بولیں گی؟

محترمہ مینا مجید بلوچ: جی جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی فرمایئے پلیز۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ thank you جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو مَیں گوادر سُربندر میں پیش ہونے والے واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہوں۔ جس میں سات بیگناہ مزدوروں کو رات کے اندھیرے میں گھر میں گھُس کر بیدردی سے شہید کیا گیا۔ تو ایسی دہشتگردی کی ہم شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور مَیں درخواست کرتی ہوں اُن تمام Human Rights Activists سے کہ جو advocacy کر رہے ہیں، وہ ان واقعات کے خلاف بھرپُور انداز سے آواز اُٹھائیں اور آج گوادر سُربندر کے عوام نے protest سے اپنے خیالات سے یہ ظاہر کیا ہے کہ ہماری سرزمین کو استعمال کرنا بند کریں، بلوچستان کی سرزمین کو لہولہان کرنا بند کریں، آپ جس کے بھی ایما پر جو بھی آپ کے مقاصد ہیں یہ سب ابھی نہیں چلتا اور بلوچستان کے عوام اپنے صوبے میں آنے والے مہمانوں کی، مزدوروں کی، بے گناہ لوگوں کی قتل وغارت کے خلاف ہمیشہ اپنی آواز بلند کرتے رہیں گے۔ اور جیسے ضیاء صاحب نے کہا کہ حکومت بلوچستان کی طرف سے initiatives لے لیے گئے ہیں جو process میں ہیں اور لوگوں کو کیفرکردار تک پہنچایا جائے گا۔ دوسرا سر! یہ مَیں کہنا چاہوں گی جیسے کہ سب نے کہا قرارداد کے حوالے سے تو مَیں اِس کی حمایت کرتی ہوں کہ ٹرالرنگ کو بند کیا جائے اور مَیں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان کا کوئی بھی شخص چاہے وہ پارلیمنٹرین ہو، چاہے وہ ورکر ہو، چاہے بلوچستان کا کوئی رہنے والا ہو، کوئی بھی جو گوادر میں ٹرالرنگ ہورہی ہے اِس کے حق میں نہیں ہے تو اِس قرارداد سے ہم agree کرتے ہیں اور مَیں end پر یہ کہنا چاہوں گی کہ مولانا صاحب ذرا حوصلہ رکھیں اور انشاء اللہ چیزیں بہتر ہوں گی۔ جس طرح ظہور بلیدی صاحب نے تفصیل میں بتایا کہ ٹرالرنگ کے خلاف ہم ایک جامع پالیسی بنا رہے ہیں اور اس کو ایک بہتر سمت میں لے جائیں گے اور نہ صرف گوادر کے لیے بلکہ پورے بلوچستان کے حق میں یہ بہتر ہوگا۔ thank you۔

جناب اسپیکر: thank you محترمہ آپ بھی اسی قرارداد کے متعلق؟ اچھا اِس طرح ہے مَیں تھوڑی سی آپ سے speech سے پہلے گزارش کردوں جو بھی حضرات جس بھی قرارداد کے اُوپر جب بھی بولنا چاہتے ہیں تو مہربانی کرکے وہ اپنی پرچی سیکرٹری اسمبلی تک پہنچا دیں تاکہ ہمیں پتہ ہو کہ کن کن لوگوں نے اِس پر بولنا ہے Go ahead please

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر! آج جو قرارداد پیش ہوئی ہے مولانا صاحب کی طرف سے میری جماعت، یہاں بیٹھے ہوئے جن بھائیوں نے جن ممبران نے اِس پر speech کی ہم سب اِس کی حمایت کرتے ہیں بلوچستان میں جو گوادر کا مسئلہ ہے گوادر کا ممبر ہی ہم سے بہتر سمجھ سکتا ہے اور ہم اُس کی رائے کا احترام بھی کرتے ہیں اور جو مولانا صاحب نے فشریز کے حوالے سے جو بات کی اور جو containers کے بارے میں جو بات کی اِس کے تو آئے دن ہم سوشل میڈیا پر ویڈیوز بھی دیکھتے ہیں اور اِس کے بارے میں بات بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ جناب! سے گزارش ہے سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ اِس پر ایک بہترین کمیٹی بنائی جائے اور مولانا صاحب کو onboard کیا جائے تاکہ

اُن کے تحفظات جو بھی ہوں وہ حل کی طرف لے جایا جا سکے۔ دوسرا جناب اسپیکر! بلوچستان کے زمیندار یہاں دو تین دن سراپا احتجاج ہیں، سفید ریش لوگ آئے ہوئے ہیں اور زمیندار بلوچستان کے لیے ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور بجلی نہ ہونے کی، دو تین گھنٹے بجلی دی جاتی ہے وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ تو سی ایم صاحب نے اِس کی کمیٹی بھی بنا دی ہے جس کا مَیں خود ممبر بھی ہوں تو ہم نے جو discussion وہاں کی تو دو تین باتیں وہاں کے سفید ریش لوگوں نے زمیندار ایکشن کمیٹی کے جو مشران ہیں جو زمیندار ایکشن کمیٹی کے ممبرز ہیں اُنھوں نے کہا کہ سولر سسٹم ہمیں دیا جائے تا کہ ہر روز ہر سال ہر گرمی میں ہم احتجاج پر آتے ہیں اور اسمبلی کے باہر بیٹھ جاتے ہیں۔ اِس پر میری گزارش ہے کہ اِس کو سیکشن وائز 4، 5، یا 6 ہو اِس کو کیا جائے اور اُن لوگوں کو اِس کا جو سولر سسٹم یہ لوگ مانگ رہے ہیں اِس پر میری گزارش ہے سی ایم صاحب سے کہ اِس پر ایک کمیٹی بنائی جائے تا کہ اِن لوگوں کو ہم onboard لیں ہر سال یہی ہوتا ہے یہی لوگ آ جاتے ہیں ہم سے بات کر لیتے ہیں اور پھر ان لوگوں کی بات، یہاں ہم وعدے بھی کرتے ہیں اور وہ وفا نہیں ہوتے تو سی ایم صاحب ماشاءاللہ اِس پر ایک رائے بھی رکھتے ہیں اور اِس کو serious بھی اِنشاءاللہ لیا ہے اور اِنشاءاللہ لیں گے جو ہم سے اِنشاءاللہ کہا ہے کہ اِس پر بھر پور میرا focus ہے میری حکومت کا، تو مَیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو سفید ریش باہر بیٹھے ہوئے ہیں اِس پر ہم ایک کمیٹی کی شکل میں اُن لوگوں کو دی جائے اور اِن لوگوں کو سی ایم صاحب کے ساتھ بٹھایا جائے تو سر! یہ میری عرض ہے۔

جناب اسپیکر: آغا صاحب! قرارداد کے متعلق بولیں۔

سید ظفر علی آغا: قرارداد کی مَیں حمایت کرتا ہوں چونکہ یہ اسکے ساتھ add کرنا تھا۔

جناب اسپیکر: تو قرارداد کے دوران آپ دوسری باتیں نہ لایا کریں، اسی پر بات کریں۔

سید ظفر علی آغا: آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں اسپیکر صاحب! مگر کیا کریں لوگ احتجاج پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ قرارداد کے بعد بیشک اپنا point ریکارڈ کروا سکتے ہیں آپ بول سکتے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں مگر عرض یہ ہے اُن لوگوں کی آواز یہاں پہنچانا ایک فرض ہے بہت شکریہ۔ Thank you sir

جناب اسپیکر: آپ سمجھنے کی کوشش کریں، مَیں کہہ رہا ہوں قرارداد کے متعلق بولیں، اگر آپ نے اُس کے اُوپر بات کرنی ہے تو موقع ملے گا آپ کو۔

سید ظفر علی آغا: ہماری جماعت اِن کی حمایت بھی کرتی ہے اور یہی گزارشات تھیں جو آپ کے سامنے رکھنی تھیں بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: Thank you ۔سلمٰی کاکڑ صاحبہ! آپ اِسی موضوع پر بولیں گی، جی بتائیں پلیز۔اچھا! بیٹھیں بیٹھیں آپ قرارداد کے متعلق نہیں ہیں۔

محترمہ سلمٰی بی بی: جی جی۔

جناب اسپیکر: point of order قرارداد کے دوارن نہیں ہوتا۔آپ بیٹھیں پلیز مہربانی۔مَیں آپ کو موقع دیتا ہوں یہاں۔آپ نے پرچی نہیں بھجوائی میر عاصم صاحب۔سر! پرچی بھجوایا کریں ہمیں یہاں پتہ نہیں ہوتا۔آپ کی قرارداد کے متعلق نہیں آپ کے اپنے points ہیں، تشریف رکھیں پلیز۔آیا مشترکہ قرارداد نمبر 8 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 8 منظور ہوئی۔جناب محمد صادق سنجرانی صاحب اپنی پیش کریں۔صادق سنجرانی صاحب چونکہ غیر حاضر ہیں، Minister for Finance آپ کا نام اِس میں آجائے گا آپ تشریف رکھیں۔لیکن یہ قرارداد اب اگلے سیشن تک مؤخر کی جاتی ہے۔جناب مجید بادینی صاحب۔

جناب عبدالمجید بادینی: اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلیٰ مُحَمَدٍ وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَدٍ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔جناب اسپیکر صاحب! میرا تعلق اُس علاقے سے ہے جو بلوچستان نہیں بلکہ پاکستان بلکہ ایشیا کا سب سے گرم ترین علاقہ ہے وہاں اِس ٹائم شدید گرمی ہے۔تقریباً کل پرسوں 49 ڈگری گرمی تھی۔اور وہاں بجلی کا یہ حال ہے کہ وہاں تین، چار گھنٹے سے زیادہ کسی کو بجلی نہیں دی جارہی ہے، سٹی میں چھ سے سات، آٹھ گھنٹے چلتی ہے اور دیہات میں تین گھنٹے صرف بجلی چلتی ہے۔اور وہاں شدید لوڈ شیڈنگ ہے۔جو باتیں ہم یہاں کرتے ہیں اِن کا نوٹس بھی لیا جائے اور اِن پر عمل بھی کروایا جائے۔میری ملاقات اس سلسلے میں CEO صاحب سے ہوئی تھی اُنہوں نے ہمیں یقین دلایا مگر کوئی خاص وہاں فرق نہیں آیا ہے، اور اُس کے علاوہ ہماری نہروں کے جس طرح پائپ سسٹم نکالے جاتے ہیں ہر سال جو نہروں میں ناجائز پائپ لگے ہوتے ہیں پانی کے جو بڑے زمیندار اور طاقتور لوگ پیسے کے بل بوتے پر یا اپنی طاقت کے بل بوتے پر وہاں ناجائز پائپ نہر کے اندر لگاتے ہیں اور جو ٹیل (tail) کے زمیندار ہیں چونکہ جعفرآباد ٹیل پر ہے پٹ فیڈر کے تو اِس کا سب زیادہ نقصان جعفرآباد کے زمینداراوں کو ہوتا ہے، ہمارے ہاں اِس ٹائم پینے کے لیے پانی نہیں ہے کیونکہ ہمارا ضلع ٹیل پر ہے اور اِس ٹائم اِس موجودہ حکومت نے مَیں appreciate کرتا ہوں میر صادق خان عمرانی صاحب کو کہ اِس ٹائم اُنہوں نے تقریباً بہت ساری نہروں سے پائپ نکالے ہیں پٹ فیڈر کینال ہے جو ڈیرہ سے، اور مَیں اُن سے یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ آپ کی جو قیدی شاخ میں جو پائپ لگے ہوئے ہیں یا محبت شاخ میں لگے ہوئے ہیں یا بالان شاخ میں پائپ جو ناجائز لگے ہوئے ہیں یہاں تک کہ باری شاخ وہاں ناجائز پائپوں کی بھرمار ہے۔ اِسی کی وجہ سے ٹیل کے زمیندار ہمیشہ مشکلات کا شکار رہتے ہیں۔اور جو پٹ فیڈر کے بیرون کا علاقہ ہے، جس کو

صرف ربیع کے سیزن میں پانی ملنا چاہیے، اِس ٹائم خریف کے سیزن میں بھی وہ اپنا زبردستی سے وہاں سے پانی لے جاتے ہیں۔ تو مَیں اُمید کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت انشاءاللہ اِن چیزوں کو ٹھیک کرے گی تاکہ دوبارہ سے پائپ وہاں نہ لگائے جائیں۔ کیونکہ یہ نکالے تو ہر سال جاتے ہیں پھر دو تین لاکھ لے کر اریگیشن والے دوبارہ سے یہ پائپ پہلے سے زیادہ بڑا کر کے لگا کے لوگوں کو دیتے ہیں۔ تو اس کے علاوہ محترم جناب! جو ہمارا جو کیڈٹ کالج ہے، نگران حکومت سے پہلے وہاں بچوں سے 50 ہزار روپے سالانہ فیس لی جاتی تھی ابھی وہاں نگراں حکومت کے دور میں، مَیں وزیراعلیٰ صاحب سے بھی یہی گزارش کروں گا وہاں ابھی 75 ہزار روپے کیڈٹ کالج کے لوگ ہمارے بچوں سے فیس لے رہے ہیں۔ اس کا بھی نوٹس لیا جائے اور اِس کے علاوہ ہمارے وہاں جعفرآباد میں صحت کے بہت سارے مسائل ہیں۔ وہاں ہمارے BHUs بنے ہوئے ہیں مگر وہ active نہیں ہیں۔ مَیں حکومت سے اور ہمارے جو وزیر صحت ہیں محترم سردارزادہ فیصل خان جمالی صاحب سے کہ وہ اِن کو بحال کریں اور وہاں جو ہسپتال میں ہمارے مسائل ہیں اُن کو حل کیا جائے۔ اور ایک عرض ہے یہ جو ہماری یونیورسٹیز ہیں یہ پورے بلوچستان کی چند یونیورسٹیز ہیں اور یہ اس ٹائم شدید مالی مشکلات کا شکار ہیں۔

جناب اسپیکر: مجید بادینی صاحب! آپ گورنمنٹ کا حصہ ہیں پارلیمانی سیکرٹری ہیں یہ بات ہے cabinet کی ہوتی ہے آپ اسمبلی میں یہ باتیں نہ کریں۔

جناب عبدالمجید بادینی: مجھے کیبنٹ میں آج تک نہیں بلایا گیا ہے، اِسی لیے یہیں تو بات کریں عوام کے حقوق کیلئے۔

جناب اسپیکر: سر! آئیگا کیبنٹ call ہوگی تو آپ جائیں گے ناں، وہ کیبنٹ کے بغیر آپ کو کیسے بلایا جائے گا؟

جناب عبدالمجید بادینی: وہ پہلے بھی ہوا ہے سائیں ہم کو نہیں بلایا۔

جناب اسپیکر: مہربانی کر کے سمجھنے کی کوشش کریں۔

جناب عبدالمجید بادینی: مَیں سمجھ رہا ہوں سر! یہ بات ہے عمل کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر: آپ تو ٹریژری بنچز کا حصہ ہیں آپ عوامی باتیں یہاں اسمبلی میں آپ نہیں کر سکتے یہ آپ کو کیبنٹ میں کرنی ہوتی ہیں مہربانی کر کے آپ اپنی speech short کریں پھر آگے چلیں۔

جناب عبدالمجید بادینی: سر! آپ کیبنٹ میں جب بلائیں گے تو بولیں گے۔

جناب اسپیکر: short کریں۔ کیبنٹ میں بلایا جائے گا۔ just مجھے اُس کو ذرا deal کرنے دیں بیٹھیں please۔ جی جی بتائیں short کریں speech اپنی مہربانی۔

جناب عبدالمجید بادینی: تو بس یہی باتیں تھیں سر! اِن کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر: سر! مَیں نے کہا ناں آپ سمجھنے کی کوشش کریںThank you very much بیٹھیں بادینی صاحب۔ سلمیٰ کاکڑ صاحبہ۔

محترمہ سلمیٰ بی بی کاکڑ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب اسپیکر! جناب اسپیکر! جیسے آپ کے علم میں ہے کہ صوبائی اسمبلی کے سامنے صوبہ بھر کے زمینداران دَھرنے پر بیٹھے ہیں۔24 گھنٹے میں اُنہیں صرف 2 گھنٹے واپڈا کیسکو بجلی دے رہی ہے جو کہ زراعت کی بہبوداور ترقی کے لیے اِنتہائی کم ہے زمینداران کے ساتھ کیے گئے معاہدے کے مطابق اُنہیں 8 گھنٹے بجلی دی جائے اور اِس مسئلے کا پائیدار حل نکالنے کے لیے زرعی ٹیوب ویلوں کوسولر انرجی پر منتقل کیا جائے وفاق حکومت سے فنڈز مہیا کرنے کے لیے سنجیدگی سے بات کی جائے۔کیونکہ 80 فیصد افراد زراعت سے وابستہ ہیں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you سلمیٰ صاحبہ۔جی نعیم بازئی صاحب۔

ملک نعیم خان بازئی: شکریہ اسپیکر صاحب۔ایک تو mic صحیح نہیں ہے۔اسپیکر صاحب! اِس کو پہلے صحیح ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔کرتے ہیںThank you thank you آپ بولنا چاہیں گے؟

ملک نعیم خان بازئی: جی بالکل اسپیکر صاحب! زمینداروں کے ساتھ ایک بااِختیار کمیٹی تشکیل کریں جناب اسپیکر! زمینداروں کے لیےsolar system لگانے تک 8 گھنٹے تک بجلی مہیا کی جائے اوردوسری بات یہ چیف کیسکو کی ایک میٹنگ بلالیں، پہلے بھی مَیں نے بتایا تو یہ زمیندار لوگ ابھی احتجاج میں بیٹھے ہوئے۔تو آج ہی چیف کیسکو کی ایک میٹنگ سارےMPAs جو کوئٹہ کے ہیں یا بلوچستان کے جتنے MPAs ہیں ایک میٹنگ رکھ لیں ایک دودن انشاء اللہ وتعالیٰ بجلی کم ازکم تو بحال کریں یہ دو، تین مہینے جوزمینداروں کے۔تو اُس کے بعد بھی اِن کی فصلیں جب تیار ہو جاتی ہیں پھر بجلی اگر پوری بھی ہو جائے تو وہ کیا کریں گے؟ اسپیکر صاحب! ابھی ابھی اِس پر ایک کمیٹی تشکیل کریں تا کہ سی ایم صاحب کی کمیٹی اُس سے بات کرے اورسی ایم صاحب کے پاس اُن کی رپورٹ لائے تا کہ وہ جلداز جلد اِس پر action لے لیں۔

جناب اسپیکر: سی ایم صاحب کی رائے لیتے ہیں۔

ملک نعیم خان بازئی: تا کہ زمینداروں کا کام ہو۔

جناب اسپیکر: ok جی سی ایم صاحب کی رائے لیتے ہیں آپ تھوڑی دیر بیٹھیں۔اُس کا حل نکالیں گے انشاء اللہ تقریباً۔جی۔

ملک نعیم خان بازئی: ابھی ابھی اسپیکر صاحب! ابھی ایک کمیٹی وہاں پر بھیجوادیں۔ابھی ابھی۔

جناب اسپیکر: ابھی کرتے ہیں۔

ملک نعیم خان بازئی: بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: یہ point note ہو رہا ہے بالکل اسی پر کام ہو رہا ہے انشاءاللہ۔ دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسے بازئی صاحب نے کہا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے۔۔۔(مداخلت)

میر محمد عاصم کُرد گیلو (وزیر محکمہ مال): اُن کے پاس ابھی بھی جانا ہے۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ، منسٹر رو ینو جی جی آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

وزیر محکمہ مال: زمینداروں کے ساتھ، اُس دن بھی ہمیں سی ایم صاحب نے مذاکرات کیلئے بھیجا تھا۔

میر غلام دستگیر بادینی: مَیں سر! اِسی issue پر ایک بار بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: کمیٹی کے حوالے سے۔

وزیر محکمہ مال: سی ایم صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگ جائیں اُس کا ایک نمائندہ وفد لائیں گے جو یہاں ہم CM سے بیٹھ کر بات چیت کریں گے۔

جناب اسپیکر: سی ایم صاحب! یہ جو کمیٹی گئی تھی وہاں آپ اِس کے متعلق کچھ کہنا چاہیں گے؟

میر غلام دستگیر بادینی: سر! مَیں اِسی پر تھوڑی detail سے۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ ایک منٹ۔ order please ایک منٹ۔

میر غلام دستگیر بادینی: اسپیکر صاحب! ہم اِسی کمیٹی میں تھے آپ ذرا سنیں۔

میر اسد اللہ بلوچ: ہم بھی اِس پر بولنا چاہتے ہیں سی ایم صاحب conclude کریں۔

میر غلام دستگیر بادینی: conclusion کی طرف جائیں گے۔

جناب اسپیکر: چلے آپ بیٹھیں۔ ایک منٹ۔ جی دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب! پرسوں ہم گئے تھے اِسی پر سی ایم صاحب نے یہاں سے کمیٹی بھیجی تھی زمیندار جو ہمارے سراپا احتجاج ہیں باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جس میں گیلہ صاحب، نوابزادہ صاحب، حاجی محمد خان لہڑی صاحب اور فنانس منسٹر ہمارے ساتھ تھے جیسے ہماری بہن نے کہا کہ ہم solarization کی طرف جائیں تو اسپیکر صاحب! تقریباً کوئی یہاں۔۔۔

جناب اسپیکر: Minister for Revenue please ۔Order please, Order please ۔Order in the House ۔جی۔

میر غلام دستگیر بادینی: اسپیکر صاحب! ہمارے 52 ارب روپے بنتے ہیں جو اعداد و شمار جاری کیے گئے ہیں 60 % صوبے نے دینا ہے 52 ارب روپے جو کیسکو، چیف کیسکو نے اعداد شمار جاری کیے اور 40 % جو وفاق کے ذمے بنتے ہیں وہ 22 ارب روپے ہیں۔ تو 52 ارب اور 22 ارب، کیوں ہم solarization طرف نہیں جائیں؟ زمینداروں کو آپ یقین کریں اسپیکر صاحب! ٹوٹل 2 گھنٹے یا 2 گھنٹے 20 منٹ کہوں گا شاید 3 گھنٹے بھی پورے ہمارے ڈسٹرکٹ نوشکی میں نہیں ملتی۔ اسپیکر صاحب! یقین کریں اسکولوں میں آپ بچے بے ہوش ہو رہے ہیں جیسے عبدالمجید صاحب نے کہا کہ 49 سینٹی گریڈ ہے نوشکی، چاغی، خاران، واشک جو ہمارا رخشان ڈویژن ہے آپ یقین کریں وہاں اتنی گرمی زیادہ ہے کہ آفیسر صاحبان AC کے نیچے بیٹھ کے کوئٹہ میں یہ کہتے ہیں کہ جی گرمی زیادہ ہوگئی ہے۔ ذرا مَیں اِن آفیسرز سے کہتا ہوں کہ وہ جعفر آباد کا visit کریں اُس گرمی میں دیکھیں کہ کیا حال ہے اِن آفیسرز سے کہتا ہوں کہ واپڈا کے ہیں جو بھی صاحب حضرات ہیں جو گرمیوں میں ٹھنڈی ہوا کے سے نیچے نہیں نکلتے اور سردیوں میں گرم AC کے نیچے سے نہیں نکلتے۔ میری گزارش یہ ہے کہ بچے اسکولوں میں بے ہوش ہو رہے ہمارے ابھی ڈسٹرکٹ نوشکی میں ایسے کئی کیس ہوئے ہیں کہ بچے اسکولوں میں بے ہوش ہوگئے اور انتہائی شدید گرمی میں دیہاتوں میں، بجلی نہیں ہے بچے وہاں جاتے ہیں اِنتہائی گرمی میں بچے بیٹھے ہوئے ہمارے اور ایجوکیشن کا کیا حال ہوگا؟ مَیں سمجھتا ہوں ایجوکیشن کی بہت بُری حالت ہوگی جہاں دو، تین گھنٹے جن districts میں بجلی نہیں دی جاتی ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اِن کو سننے کے لیے ہم گئے تو اُن کے demands یہی تھے کہ پہلے ہمیں 6 گھنٹے بجلی دی جاتی تھی ہم سے written لیا گیا اِس سے پہلے بھی session میں مَیں نے اِس پر بات کی کہ 6 گھنٹے کے بدلے ہم سے 12 ہزار روپے return کروائے چیف کیسکو آفس میں، اور باقاعدہ طور پر چیف سیکرٹری اُس میں on-board تھے جو ہمارے مرکز کا نمائندہ ہے یا گورنر بلوچستان جو ہمارے مرکز کے نمائندہ ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ ابھی بلیک میلنگ واپڈا نے شروع کی ہے کہ آپ 8 ہزار دیں ہم آپ کو 6 گھنٹے دیں گے۔ اسپیکر صاحب! آپ یقین کریں ٹریکٹر لیولنگ دو تین ہزار روپے ڈھائی تین ہزار روپے ہیں، DP یوریا کھاد جو سمگل ہو کے جاتی ہے افغانستان، وہ زمیندار کی پہنچ سے باہر ہے اور اُس کا rate پندرہ ہزار روپے۔ اور اِس کے بیج کے، ٹریکٹر لیولنگ، اِس کی مزدوری وغیرہ آپ یقین کریں پرسوں ہم بیٹھے تھے وہاں زمیندار طبقہ کہہ رہا تھا کہ ہماری سفید پوشی ہے لیکن ہم لاکھوں کے مقروض ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ سی ایم صاحب سے request کرتا ہوں۔ فنانس منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں ہم نے اُن سے بات کی۔ تو اُن کا کہنا ہے کہ ہمیں سنا جائے ہم مرنے کو تیار ہیں لیکن یہاں سے اُٹھنے کو تیار نہیں ہیں۔ تو جو 6 گھنٹے 8 گھنٹے جو چلتی تھی پہلے 8 کو 6 کیا گیا۔ ہم زرعی ملک ہیں پاکستان زرعی ملک ہے لیکن افسوس کے ساتھ ہمارا گندم باہر سے import ہو کے آتا ہے تو گزارش یہ ہے کہ ہمارا زرعی ملک ہے 80 فیصد تقریباً ہمارا بلوچستان کا، کوئٹہ سے

باہر زراعت سے جڑا ہوا ہے۔ solarization جناب اسپیکر صاحب! آپ کو پتہ ہے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں اُن کے rates اِنتہائی گر چکے ہیں۔ اگر صحیح معنوں میں ہم جائیں 20 لاکھ کا ایک زمیندار کو میرے خیال میں ہم ٹرانسفر کر سکتے ہیں solar پر تو میری request یہ ہے کہ یہ جیسے بچوں کی ایجوکیشن کا بتایا ہے، صرف زمینداری نہیں ہر sector ہمارا تباہ ہو رہا ہے تو صرف شہروں میں چھ چھ گھنٹے جیسے عبدالمجید صاحب نے کہا کہ چھ گھنٹے ہمارے city میں، ہمارے cities کا بھی یہی حال ہے۔ اور آپریشن کے کیسز pending ہیں کہ جی بجلی نہیں ہے۔

جنریٹرز میں جی تیل کی کمی ہے۔ تو ہر طرف تباہی مچی ہوئی ہے اس کو serious لیں۔ اور اگر اس پر ہم serious نہیں جائیں گے تو یہی یوریا سمگلنگ ہو کر افغانستان جائے گا یہی زمیندار طبقہ بیٹھا ہوا ہے تین ہزار روپے کا جو ایک ٹریکٹر hour ہے وہ afford کر نہیں سکتا۔ تو میری گزارش ہے کہ یہ headache تو ہم سب کا ہے۔ میں نے پہلے اسمبلی سیشن میں یہی کہا تھا کہ یہاں related بیٹھے ہوئے سارے زمیندار ہیں basically ہم سارے زمیندار ہیں۔ شاید 1947ء کے بعد اگر کوئی ملازم بنا ہے پہلے تو سارے زمیندار رہے ہیں۔ تو ان کو سنا جائے یہ بیٹھے ہوئے ہیں، دو تین دن سے اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ٹینٹ کے نیچے اور یہاں رات کو سوتے ہیں اور یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو اس مسئلے کو اور چیف کیسکو، اُس کی پہلے demand کی تھی دو ارب روپے صوبے نے دینا ہے مجھے فی الحال دو ارب روپے فیڈرل نے دینے ہیں۔ اور صوبے کے ذمہ 52 ارب روپے بنتے ہیں۔ اور 22 ارب روپے مرکز کے ذمہ بنتے ہیں۔ لیکن مرکز سے ہمیں کچھ بھی نہیں ملتا۔ اگر بھیک میں آ جائیں این ایف سی ایوارڈ وغیرہ جو کچھ تھا وہ میرے خیال میں شاید وہ 2008ء کے بعد بند ہو گیا۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد میں اس کو انتہائی ظلم سمجھتا ہوں کہ بلوچستان انتہائی پسماندہ ہے اور ہمارے پاس تو وسائل نہیں ہیں۔ پنجاب اٹھارہویں ترمیم کے لیے خوش ہے، KPK خوش ہے، سندھ خوش ہے، بلوچستان میں ہمارے پاس یہ سوکھی لکڑیاں ہیں اگر باڈر سے آئے بھی اُس پر کیا ٹیکس لگائیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں فیڈرل سے سپورٹ ملتی نہیں ہے۔ فیڈرل سے یہاں ہمارے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں ہماری پارٹیز بیٹھی ہوئے ہیں تو میری request یہ ہے کہ kindly اِن مسائل کو آپ دیکھیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی thank you۔ جی منسٹر فنانس!

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ و مائنز و منرلز ڈویلپمنٹ): یہ ایسا معاملہ ہے میرے خیال سے شاید اسمبلی کا کوئی ہمارا ایسا معزز رُکن ہو جو اِن کے مسائل کو حق نہیں سمجھتا ہو۔ بلکہ تمام معزز اراکین جو زمیندار ایکشن کمیٹی کے اِس مسئلے میں اُن کے ساتھ ہیں۔ ان مسئلے کے حوالے سے ہم سارے دوست گئے تھے زمینداروں سے ملے تھے اُن کا مؤقف اور اُن کی باتیں سنیں، جو کہ بالکل جائز ہیں۔ ہمیں پہلے بھی اس چیز کا علم ہے۔ جیسے میرے بھائی حاجی غلام دستگیر صاحب نے مسائل

کی نشاندہی کی بالکل درست فرمایا اُنہوں نے ابھی آپ سے یہی درخواست ہے سی ایم صاحب! سے بھی یہی بات ہوئی صبح، تو اُنہوں نے کہا کہ آپ جائیں گے یہاں سے معزز اراکین وہاں کے جو نمائندہ وفد ہے کیونکہ پوری بلوچستان اسمبلی اس مسئلے میں اِن کے ساتھ ہیں۔ تو آ کے چیمبر میں کوئی مشترکہ لائحہ عمل طے کرتے ہیں جو کہ بلوچستان گورنمنٹ کے ہاتھ سے چیزیں اُن کو facilitate کرنے کے ہونگی ہم کرنے کو تیار ہیں۔ اور جو مرکز کی طرف سے ہوا گر ہمیں جانا پڑے اسلام آباد تو ہم یہاں سے وفد کے ہمراہ وہاں جا کر بھی بات کریں گے۔ تو میرے خیال سے آپ کی رولنگ کے ساتھ ہی کچھ دوست جائیں گے ہم سارے وہاں اُن کے ذمہ داروں سے بات کرینگے۔

جناب اسپیکر: .That's good۔ فیصل جمالی صاحب! ابھی کرتے ہیں دستگیر بادینی صاحب! ابھی جیسے ہی جاتے ہیں باہر، کمیٹی کا ensure کرکے چلے جاتے ہیں اُن کے پاس۔ جی فیصل جمالی صاحب پلیز۔

سردارزادہ فیصل خان جمالی (وزیر صحت): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ سب سے پہلے جو کل killings ہوئی ہیں اُس کی مذمت کرتے ہیں اور قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ اور آ گئے ہم زمیندار پر زمینداروں کے issues جو ہیں صرف تھوڑا سا جو یہ پنجاب کی طرف اُن کا یہ جو ٹیوب ویلز کا اور اُن کو سپورٹ کرنے کا وہ سسٹم ہے وہ یہ ہے کہ وہ فی ٹیوب ویل ایک amount set کرتے ہیں کہ monthly آپ کا یہ آئیگا اور اتنے گھنٹے بجلی دیں گے۔ تو اِس پر ہم لوگ بیٹھ کے سارے اُن کے لیے کام کرسکتے ہیں لیکن اس سے پہلے کے مسائل جو زمینداروں کے ہیں، وہ پاسکو اور food کے ہیں۔ پاسکو نے جب bags distribute کیے تو مَیں بلکہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ totally ignore کیا زمینداروں کو۔ اور مَیں اپنے district کی اپنے division کی بات آپ کو بتا رہا ہوں کہ تھوڑا exaggerate نہ کروں تو تقریباً 80 to 90 percent جو مارکیٹ میں sell out ہوئے 10 percent اگر زمیندار کو ملا تو بہت بڑی غنیمت ہوگی۔ اور یہ ابھی food department سے جا رہا ہے۔ food پر ہم نے cabinet میں بات کی تھی۔ ہم نے یہ وہاں بھی request کی تھی کہ اگر آپ کوئی بہتری لا رہے ہیں تو وہ hand user کو ملنی چاہیے جو زمیندار ہیں جو غریب زمیندار ہیں اُس کو یہ جو bags ہیں اُس کو ملنے چاہئیں تاکہ اُن کا کوئی survival ہو۔ زمینداروں کے جو بجلی اور ٹیوب ویلز کے issues ہیں تو یہ پاسکو والے issue پر بھی ہمیں بات کرنے کی ضرورت ہے۔ باقی مولانا صاحب آپ ہمارے لیے قابل احترام ہیں، آپ ہمارے محترم ہیں ہمارے بھائی ہیں، ابھی بھی ہم آپس میں جب کھلی بات کرتے ہیں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ میں اور آپ سمیت جتنے بھی ہمارے اراکین ہیں، پیپلز پارٹی کی طرف سے ہم لوگوں نے کوشش بھی یہ کی ہے اور آگے بھی یہی رہے گا کہ ہم سارے بھائی ہیں اور ہم سارے collegues ہیں ہم ایک ایسا ماحول لے کر چلیں گے جس میں ہم سب ایک دوسرے کی respect بھی کریں۔ اور ایک دوسرے کی جائز باتیں بھی

مانیں۔ٹرانسفرز و پوسٹنگ ابھی تک میرے ذہن میں رشوت لینے کی نہیں آئی۔نوکریوں کے بیچنے قصے کچھ آرہے ہیں اُس پر ہم سب جو ہیں سختی کریں گے CM صاحب کے بھی یہ ہیں وہ کسی صورت نہیں بکنی چاہئیں۔جیسے کہ آپ نے کہا appointments، اب کہیں پرآپ کی appointments کرنا واقعی آپ کی بات کہیں کہیں غلط اگر آپ اُسکو کہیں لیکن جیسے اب میرا district ہے وہ نیا district بنا ہے۔وہاں میں اُس کوخوش آئند سمجھتا ہوں۔کیوں کہ میرے پاس ابھی بھی سوائے ایک DC اور AC کے میرے پاس بہت سارے officers ہیں نیا district بنا ہے، مجھے ٹرانسفرز پوسٹنگ کی ضرورت ہے۔جہاں اور بھی ہمارے کچھ اضلاع ہیں جو نئے بنے ہیں۔وہاں ابھی تک ہمارے پاس offices ہی نہیں ہیں تو ہمیں وہاں لازم وہ officers لگانے ہیں تاکہ وہاں لوگوں کے کام شروع ہوں۔ایک چیز میں صرف health کے حوالے سے آپ سب لوگوں سے request کروں گا جو ہمارے اراکین ہیں، جو دوست باہر بیٹھے ہیں کہ ہم جو ہیں ایک چیز کو promote کر رہے ہیں۔اور آپ سب لوگوں کی اسمیں مجھے help بھی چاہیے۔وہ یہ کہ اچھے doctors، اچھے lady doctors ,technicians,nurses جو آپ کے علاقوں کے ہیں، آپ جتنے بھی حضرات ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں تقریباً ہم سب کا کوئی نہ کوئی رشتہ دار بھائی، بہن، بیٹا وہ یا health department میں ہے یا education department میں لازم ہے کسی نہ کسی کا اور میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ہم سب جو جتنے بھی رشتہ دار ہیں یا جو بھی ہیں even شاید ہمارے اپنے گھر کا بھائی ہو، بیٹا ہو، وہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ اپنے علاقے میں جائیں اور اپنے لوگوں کی خدمت کریں وہاں ڈیوٹی دیں، وہاں حاضری دیں۔اس پر ہم جو کر سکتے ہیں حکومت کی طرف سے ہم کریں گے۔لیکن آپ لوگوں کی ہمیں سخت ضرورت ہے، میرے department میں، education department میں کہ آپ اِن لوگوں کو اپنے علاقوں میں اپنے رشتہ داروں کو اپنے دوستوں کو اچھے ڈاکٹرز کو وہاں لے کر جائیں تاکہ وہاں کے ہسپتالوں میں ہم کچھ بہتری لا سکیں۔اور ایک چیز میں اور اپنے ایم پی اے بھائی اور جتنے ہمارے colleagues ہیں اُن کو بھی یہ request کروں گا کہ سرجو ڈاکٹر یا MS یا کوئی بھی اگر آپ کے علاقے میں اچھا کام کر رہا ہے تو اُس کو promote کریں۔اُن کی transfer posting نہ کرائیں بلکہ اور جتنے اچھے لوگ ہیں اُن کو بھی لے جائیں تاکہ آپ کے districts بحال ہوں اور صحت میں ہم کچھ بہتری لا سکیں۔اور اس پر clear cut ہمیں وزیراعلیٰ میر سرفراز بگٹی صاحب کی بھی یہی ہے کہ آپ hospitals کو جتنا بہتر بنا سکتے ہیں جلد از جلد بنائیں۔مولانا صاحب! ایک آخری چیز جو ہم positive لیں اُس کو کہ ہمیں صرف آئے ہوئے ابھی دو تین ہفتے ہی ہوئے ہیں۔لیکن بات یہ ہے کہ جو آپ کے مسائل ہیں جو میرے مسائل ہیں جیسے بجلی ہم سب کا مسئلہ ہے۔گیس کے مسائل ہیں۔اِس پر ہمیں بات کرنے کا موقع مل رہا ہے اور ہم اس کو highlight کر رہے ہیں۔یہی میرا بادینی

صاحب آپ لوگوں کا ابھی 50 ڈگری میں ہمارے پاس بجلی نہیں ہے۔ تو We have to sit together ہم نے اس کو address کرنا ہے ہمارے لوگوں کے لیے ابھی next ایک ہفتے دس دن میں یہ 50 سینٹی گریڈ کو کراس کریگی۔ اور صرف تین گھنٹے بجلی ہوگی۔ تو ہم justify نہیں کر سکتے ہیں عوام کو کہ جی ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ ہمیں فیڈرل گورنمنٹ نہیں دے رہی ہے ہمیں پراونشل گورنمنٹ نہیں دے رہی We have to set a criteria. کہ جو بل دے رہا ہے اُس کو کیوں آپ کر رہے ہیں جو بل نہیں دے رہا There must be a criteria. کہ اُن کو تھوڑا سا ہم segregate کریں کچھ اُن کو۔ پہلے اس گورنمنٹ سے پہلے آٹھ گھنٹے تھی جی بجلی، اب وہ تین گھنٹے پر آ گئی۔ تو یہ ہمیں ایڈریس کرنا ہے۔ secondly ایک بہت major ہمارا issue ہے گیس کا جی throughout the Balochistan producing gas facility یہاں بلوچستان چھوٹی سی آبادی ہے، ہم اُس کو cater نہیں کر سکتے ہم پورے پاکستان میں دے رہے ہیں بھلے دیں اُس میں کوئی برائی نہیں ہے دینی چاہیے لیکن جو ہمارا اپنا ہے خاص طور پہ اب جیسے قلات ہے، مستونگ ہے، کوئٹہ ہے جہاں سخت سردیاں ہوتی ہیں تو ہمارے یہاں لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہوتی ہے اور پورے پاکستان میں جاری ہوتی ہے سر! تو پہلے ہم نے اپنے لوگوں کو دیکھنا ہے، ہم نے اس پر گیس پر بھی ضرور، ہمارے پاس گیس کی پائپ لائن بچھی تھی جب تاج محمد خان جمالی پہلی دفعہ چیف منسٹر بنے تھے۔ اُس کے بعد نہ تو کوئی گیس کی repair ہوئی ہے چار پانچ سیلاب ہم نے گزارے ہیں نہ اُس پہ کوئی ایسا ایجنڈا ہے کہ جی اس کی طرف کوئی ڈیرہ مراد ہے جھٹ پٹ ہے اوستہ محمد ہے منجوشوری ہے یہ بہت بڑی آبادیاں ہیں لیکن کوئی توجہ اس چیز پہ نہیں ہے لیکن یہ ہم cabinet میں لے کے جائیں گے دوستوں کو یہ ہے کہ ہم جن مسائل پہ ہم نے بات کرنی ہے، یہ ہمارے پاس اچھا فورم ہے اور cabinet میں بھی لے جائیں گے۔ پیپلز پارٹی کو تھوڑا سا ٹائم دیں جی۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ سارے ہمارے لیے قابل احترام معزز ہیں اور چیزیں positive جا رہی ہیں پوائنٹ آؤٹ ہو رہے ہیں انشاء اللہ ہم سارے کوشش کریں گے کہ بلوچستان کے لیے بہتری لا سکے thank you very much پاکستان زندہ باد، بلوچستان پائندہ بادہ۔

جناب اسپیکر: thank you جمالی صاحب! رحمت صالح صاحب! میں آپ کو بتا دوں آپ نے جو قرارداد نمبر 8 میں وہ چونکہ مشترکہ ہو چکی ہے تو بس آپ کا نام بھی اُس میں آ گیا ہے don't worry تقریباً۔ جی ابھی کیا ہے؟

جناب رحمت علی صالح بلوچ: ایک اہم issue ہے سر! اس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: قرارداد is over۔ قرارداد تو پاس ہوگئی ہے۔ ہاں ہوگئی ہے قرارداد۔ وہ کمیٹی بس بن رہی ہے ابھی ہم باہر جائینگے۔ جی اسد صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں بہت ساری باتیں ہوئیں، میں اپنی پارٹی کا صدر ہوں، کم از کم مجھے اپنا اظہار کرنے دیں موقع مجھے دے دیں۔

جناب اسپیکر: ہم اُس کے حل کی طرف جا رہے ہیں۔

میر اسد اللہ بلوچ: ناں ناں، میں اس مسئلے کی تھوڑی recommendation کچھ ہوگی کہ جو treasury والے ہیں، اپنی جانب سے کچھ recommendations دینا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: چلیں اس کے بعد کر لیں۔ جی رحمت بلوچ صاحب۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: آج میں 12 مئی کے حوالے سے اہم دن ہے میں پورے ایوان کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ کل انٹرنیشنل نرسنگ ڈے ہے، جو ہمارے یہاں بلکہ پوری دنیا میں آپ دیکھیں کہ انٹرنیشنل نرسنگ ڈے کو منانے کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ نرسوں کی انسانی معاشرے میں اعلیٰ مقام کا اعتراف کرنا ہے۔ میں پورے ایوان کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں نرسنگ ڈے پر۔ دوسری بات یہ ہے کہ دیکھیں یہاں پہ بہت مشکلات آئی تھیں covid اور کانگو کی شکل میں بلکہ اب ڈینگی بھی یہ specially ہمارے مکران، تربت ڈسٹرکٹ میں، ہمارا ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہے۔ تو نرسوں کی خدمات کو میں appreciate کرتا ہوں خراج تحسین پیش کرتا ہوں تمام ایوان کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں۔ دوسرا سر! میرا public interest کا جو پوائنٹ ہے میں قائد ایوان کی توجہ چاہتا ہوں اور میں اُس سے یہی امید کروں گا کہ اس اہم مسئلے پر وہ فوری طور پر ایکشن لیں گے اور کارروائی کریں گے۔ دیکھیں جناب اسپیکر! بلوچستان صوبہ علم و ادب کے حوالے سے ایک قلعہ رہا ہے، ہمارے اچھے لکھاری، ادیب، شاعر اور صحافتی برادری جن لوگوں نے ایک بہت بڑا کردار ادا کیا ہے، اپنے تمام آراء کو، اخبار اور جرائد کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچانے کے لیے اور لوگوں کو educate کرنے کے لیے اور لوگوں کو ایک اچھی سوچ دینے کے لیے especially ہمارے پرنٹ میڈیا نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو educate کرنا اُن کو awareness دینا میڈیا کا بنیادی کردار ہے بلکہ آج کے اس جدید دور میں ڈیجیٹل میڈیا، سوشل میڈیا نے بہت ترقی کی ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پرنٹ میڈیا کمزور ہوگیا ہے۔ اُس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ حکومتی محکمہ، محکمہ اطلاعات کی ذمہ داری ہے کہ وہ پرنٹ میڈیا کو جو حکومت کے اشتہارات ہیں جو اعلانات ہیں جس طرح وہ تشہیر کرتے ہیں اُن اشتہاروں کو یکساں بنیاد پہ انصاف کی بنیاد پہ تقسیم کی جائے۔ تو گزشتہ پانچ سال سے سر! پرنٹ میڈیا کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی من پسند لوگوں کو اشتہار تقسیم ہوئی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک زیادتی ہے اور اُسکے ثبوت سر!۔۔۔

جناب اسپیکر: رحمت صاحب! مہربانی کر کے پہلے آپ نے discuss یہ جو باہر بیٹھے ہوئے لوگ ہیں، ابھی بھی

بیٹھے ہوئے ہیں ایک تو مہربانی کریں۔

جناب رحمت صالح بلوچ: جی جی سر! یہ public interest کی بات ہے دیکھیں۔

جناب اسپیکر: یہ irrelevant ہے میرے خیال میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: میں سر! just conclude کرر ہا ہوں

جناب اسپیکر: مہربانی کر کے۔

جناب رحمت صالح بلوچ: سر! یہ اہم issue ہے۔

جناب اسپیکر: مہربانی کر کے آپ سر، CM صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کمیٹی بنانی ہے وہ لوگ باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: سر! کمیٹی تو بن گئی ہے ہم گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: سر! دوبارہ جانا ہے اس مسئلہ کا۔ جی مہربانی کریں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: سر! میں conclude کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی کرلیں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: سر! حالیہ جو president صاحب کا Honorable President ہیں، اُنہوں نے visit کیا تو میں نے، سب نے محسوس کیا کہ جو اشتہارات کی ترسیل تھی اور جو تقسیم تھی وہ بالکل biased تھا اور اس طرح تھا کہ پسند و ناپسند تھا۔ میں گزارش کرتا ہوں قائد ایوان سے بلکہ آپ سے کہ آپ اس پر رولنگ دیں کہ محکمہ اطلاعات اس ناانصافی کی روک تھام کرے۔ اور تمام اخبارات و جرائد کو برابری کے حساب سے اشتہارات دے۔ thank you۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی اسد بلوچ صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! میں زیادہ time نہیں لوں گا۔

جناب اسپیکر: جی مہربانی۔

میر اسد اللہ بلوچ: اسپیکر صاحب thank you میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی لوگ ہیں جہاں 36 ڈسٹرکٹ سے آئے ہوئے ہیں، کسی نہ کسی طریقے سے زمینداری سے ان کا کوئی واسطہ ہے۔ ہمارے 47ء سے پہلے پارٹیشن سے پہلے ہمارے لوگ یہی زمینداری میں چاہے پشتون تھے یا بلوچ تھے۔

جناب اسپیکر: پارلیمان سیکرٹری فشریز! برکت رند صاحب! برکت صاحب! order please آنریبل ممبر بات کر رہے ہیں اس طرح اچھا نہیں لگتا۔

میر اسداللہ بلوچ: اس میں جناب! ہر سال ہمارے زمیندار اس اسمبلی کے سامنے آ کے اپنے حق کی بات کرتے ہیں اور کہاں جائیں یقینی یہی ادارہ ہے یہی مقدس ادارہ ہے۔ یہاں سے لوگ اپنی آواز اٹھاتے ہیں۔ اور حل کرنے کا solution کا حل یہی ہے کہ یہی ایوان ہے جو اس کا حل نکالتا ہے، ڈھونڈتا ہے۔ کچھ ایسی چیزیں ہیں جو بلوچستان گورنمنٹ سے متعلق ہیں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو مرکز سے متعلق ہیں اگر ہم ایک جامع طریقے سے اِن چیزوں کو لے لیں، پچھلے اَدوار میں وزیراعظم کو اچھے طریقے سے یاد ہے، وہ آیا تھا یہاں پچھلے سیلاب میں، 20 ارب روپے کا اعلان کیا تھا اُس سے زمینداروں کو کچھ نہیں ملا۔ 30 ارب روپے کا نقصان ہوا۔ جب بھی بارش ہوتی ہے یا نقصانات کا سلسلہ چلتا رہتا ہے، میں یہی سمجھتا ہوں کہ ایک کمیٹی، وہ کمیٹی جو اس مسئلے کو حل کرنا چاہتا ہے، وزیراعلیٰ کی سربراہی میں، فنانس منسٹر، فنانس سیکرٹری، پی اینڈ ڈی کا منسٹر، اے سی ایس، چیف سیکرٹری، اس delegation کے ساتھ ساتھ زمیندار جو یہاں بیٹھے ہیں چھتیس ڈسٹرکٹ سے آئے ہوئے ہیں ان کی سات رکنی کمیٹی وزیراعلیٰ سے جا کے بات کریں۔ پورے بلوچستان کو اگر آپ solarization پہ لے جائیں صرف 50 ارب روپے کی ضرورت ہے۔ جناب اسپیکر! ایک اور اہم بات میں بتاؤں جب گوادر کے مسئلے پر سی پیک بندہ جا رہا تھا اس وقت چائنا گورنمنٹ نے پاکستان گورنمنٹ کے ساتھ 56 بلین ڈالرز کا معاہدہ کیا۔ اُن میں سے 26 بلین ڈالرز یہاں پہنچ گئے۔ اور اُن میں سے 16 ہزار میگاواٹ بجلی بھی تھی۔ جناب! 16 ہزار میگاواٹ بجلی بھی تھی۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ نیک نامی یہ اسمبلی لے لے اپنے سر لے لے۔ چائنا ہم سے ایک سال پہلے آزاد ہوا۔ کسانوں کا انقلاب آیا دنیا کو دکھایا ہے کہاں تک وہ پہنچ گیا۔ ہم اگر یہاں انقلاب نہیں لا سکتے اِن زمینداروں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھ کے مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔ یہاں جتنی بھی کمیٹی آپ یہاں بھیج دیں اُس کا کوئی حل نہیں ہوگا یہ حل مرکز سے ہوگا۔ 50 ارب روپے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ریکوڈکٹ سے کٹوائیں گے دوسرے معاہدے سے کٹوائیں گے۔ ابھی جو قسط آئی ایم ایف کی آئی ہے یہاں سے لیں گے۔ اِس مسئلے کا مستقل حل نکائیں۔ اور سی ایم صاحب! آپ سے مخاطب ہوں۔

جناب اسپیکر: اسد بھائی! اسد! مہربانی کر کے آپ direct کسی ممبر کو مخاطب نہیں کریں۔

میر اسداللہ بلوچ: نہیں، میں اس لیے توجہ، بار بار آپ توجہ کہہ رہے ہیں ناں، توجہ دلانا چاہتا ہوں ٹھیک ہے۔ تو اسے آپ بھول گئے ناں۔ آپ وہ بھی کہتے کہ سی ایم صاحب ایک معزز رکن بول رہا ہے آپ توجہ سے سنیں وہ وہاں بات کر رہا تھا تو اس لیے میں سمجھتا ہوں ایک منٹ جناب! میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ اچھا کام آپ جناب سی ایم صاحب اپنے سر پر لے لیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر یہ نیک کام آپ سی ایم صاحب سے کہیں کہ اپنے سر پر لے لیں بہت اچھی بات ہوگی۔ تو اس سے میں کسی سے مخاطب ہوں کہاں سے؟ اوّل تو میں آپ سے مخاطب ہوں۔

جناب اسپیکر: سن رہے ہیں آپ کو۔آپ Chair کو مخاطب کریں۔

میر اسداللہ بلوچ: دوسری بات یہ ہے کہ اِس اسمبلی میں صحافی حضرات بھی بیٹھے ہوئے ہیں، اِس کی اپنی تحریک ہے۔ہم چیزوں کو وقتی طور پر deal نہ کریں اپنے سر پر، یہ نہیں ہے کہ اِنکو ختم کریں دو تین دن کے بعد پھر یہ اِدھر آجائیں۔اِس دفعہ یہی ہے کہ بلوچستان کو اس کا حق ملے گا۔ابھی President آیا اسکا دورہ ہوا، لیڈ لگا کہ بلوچستان کو اِس دفعہ اس کا حق ملے گا۔تو اِس سے اجتماعی اور کیا ہو سکتا ہے کہ بلوچستان کے 30 ہزار زمیندار ہیں ان کا مسئلہ اگر حل ہو جائے تو اِس پر میرے خیال میں پیپلز پارٹی کی بہت بڑی نیک نامی ہوگی۔اِس session میں جو بیٹھے ہوئے ٹریژری کے لوگ ہیں ان کی بہت بڑی نیک نامی ہوگی۔الفاظوں کی خوبصورت چناؤ، جنگ کرنا، ہم نے بہت کی ہے۔ابھی practically ہمیں ضرورت ہے۔یہ زمیندار اُس وقت، ابھی میں یہ کہتا ہوں اُس وقت بیٹھیں گے جب تک کہ اس مسئلے کا حل نہیں نکلے گا۔

جناب اسپیکر: نکالیں گے۔

میر اسداللہ بلوچ: kindly میں یہی سمجھتا ہوں اپنی پارٹی کی جانب سے یہ recommendation ہے کہ وزیراعلیٰ کی سربراہی میں، فنانس، پی اینڈ ڈی اور ساتھ ہی زمینداروں کے کچھ لوگ، چیف سیکرٹری کو شامل کریں، کیسکو کے چیف کو شامل کریں، یہ وہاں جاکے اسلام آباد میں، اپنی جہاز پر اِن کو بٹھائیں اور مسئلے کا کوئی حل نکالیں جو سب سے بہتر ہوگا thank you۔

جناب اسپیکر: thank you اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 14 مئی 2024ء کو بوقت صبح 11:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر 01 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆